# پہلی دھوپ

(منتخب غزلیں)

مرتبہ:

نوید صادق - آصف شفیع

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پہلی دُھوپ

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

میں زمیں زاد کہ ڈرتا تھا ترے خواب سے بھی
لے اڑا کوئی میرے چاند کو تالاب سے بھی

(غافر شہزاد)

پھر جو کٹتی نہیں اُس رات سے خوف آتا ہے
سو ہمیں شامِ ملاقات سے خوف آتا ہے

(رحمان حفیظ)

اِک نقش ہو نہ پائے اِدھر سے اُدھر مرا
جیسا تمہیں ملا تھا میں، ویسا جدا کرو

(شاہین عباس)

تیری آنکھوں پہ مرا خوابِ سفر ختم ہوا
جیسے ساحل پہ اُتر جائے سفینہ مرے دوست!

(ادریس بابر)

شہرِ جاں میں سناٹا، ہر نفس زوال آثار
کتنی دیر ٹھہرے گی مشتِ خاک پانی پر

(نوید صادق)

میرے آنگن میں وہ شجر ہی نہیں
جو پرندوں کا خواب ہوتا ہے

(ذوالفقار عادل)

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

نوید صادق

# پہلی دھوپ

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے تعلق رکھنے والے
شعرا کا منتخب کلام


مرتبہ:
نوید صادق ۔ آصف شفیع



عمیر پبلشرز
میاں مارکیٹ
اردو بازار ○ لاہور



www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

خوبصورت دلکش اور
دیدہ زیب کتابوں کا
واحد مرکز

تزئین و اہتمام
احسان اللہ شاہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ



| | | |
|---|---|---|
| بار اول | : | جولائی 1997ء |
| کمپوزنگ | : | فراز کمپوزنگ سنٹر' لاہور |
| پرنٹر | : | تایا سنز پرنٹرز' لاہور |
| قیمت | : | 90 روپے |



www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

کتنے ہیں بے مصرف گھر میں
ہم ہیں یا سامان پڑا ہے
(آصف شفیع)

لے اب سمیٹ کرچیاں اپنے وجود کی
ساگر کہا تھا خواب کھلی آنکھ سے نہ دیکھ
(سلیم ساگر)

آج کل نہ جانے کیوں ذہن پر تناؤ ہے
ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے جو خیال بنتے ہیں
(شاہد فرید شاہد)

دھیان کی سیڑھی پہ چڑھ کر کہکشاں کو چھو لیا
روشنی کی کھوج میں یوں آسماں کو چھو لیا
(عبدالرزاق ایزد)

تُو اگر دریا ہے تو صحرا کی جانب موڑ رخ
یہ سمندر کی طرف کس نے تجھے بھٹکا دیا
(محمد نصراللہ نصر)

اِسی لیے کوئی دیوار درمیاں نہ رکھی
اُدھر کے لوگ بھی دیکھیں اِدھر کی ویرانی
(محمود احمد اعوان)

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# فہرست


حرفِ اوّل — شہزاد احمد — 13

صحرا میں پھول — ڈاکٹر خورشید رضوی — 14

معروضات — نوید صادق — 15

## غافر شہزاد:

اِک مسلسل طنز ہو جیسے مرے کردار پر — 17

میں زمیں زاد کہ ڈرتا تھا ترے خواب سے بھی — 18

وحشت کا جو سودا ہے مرے سر میں نہیں ہے — 19

خوابوں سے خواہشات سے خود کو جدا کرو — 20

تا ابد کوئی نہیں آگ میں جلنے والا — 21

آئینے میں وہ پہلی سی صورت نہیں رہی — 22

جھکائے رکھتا ہے پلکیں سوال کرتا نہیں — 23

عجیب بھید ہے دریا کے اس بہاؤ میں — 24

باندھ رکھے ہیں کئی خدشے پر و بال کے ساتھ — 25

## رحمان حفیظ:

پھر جو کٹتی نہیں اُس رات سے خوف آتا ہے — 27

اور ہوں گے وہ جنھوں نے کہ پس انداز کیا — 28

اب صورت حالات بدل جائے تو اچھا — 29

سب کا پیرائیہ اظہار بدل جاتا ہے — 30

پھر اک غبار سر سطحِ ریگ زار اٹھا — 31

نئی تعمیر کا دیرینہ فسوں ٹوٹ گیا — 32

کیوں مجھے وقفِ خیالِ بیش و کم اُس نے کیا — 33

جس میں ہو پائیں گرفتار وہ پل ڈھونڈتے ہیں — 34



www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

عشق میں کیا فائدہ ہونا تھا' پر ہوتا گیا 35

## شاہین عباس:

بے در و بام سا خاکہ مرے گھر کا سارا 37
سخن جس دم بھی ہم باطن کی ویرانی سے کرتے ہیں 38
راہ دیتا ہوا ہر لمحہ تعزیر کو میں 39
صبحِ وفا سے ہجر کا لمحہ جُدا کرو 40
بے موج بھی دریائے دروں موج میں آیا 41
ہر ایک شب میں وجود کی گرہیں کھولتا ہے 42
بیعتِ فردا سے دل بھی جانِ آئندہ ہوا 43
یہ چراغ اپنے ہی در سے کیسے نکل گیا 44
نشاطِ درد کے عنواں اگرچہ کم بدلتے ہیں 45

## ادریس بابر:

دوست کچھ اور بھی ہیں تیرے علاوہ مرے دوست! 47
اس سے پہلے کہ یہ سب خواب ٹھکانے لگ جائیں 48
اسم وہ کیا تھا' زباں پر ہیں یہ چھالے کیسے 49
درِ قفس پہ نئی اک لکیر کھینچتا ہے 50
پھر اسی دھوپ کی تکرار سے خوف آتا ہے 51
اور اب اس بات سے بھی بے خبر بیٹھے ہوئے ہیں 52
سرِ نہرِ خیال کھڑے ہوں تو آفاق میں گم ہو جاتے ہیں 53
کبھی کچھ تھا پر اب کیا رہ گیا ہوں 54
کم کم رہا وہ پاس اور اکثر بہت ہی دور 55

## نوید صادق:

رات جب ڈھلنے لگی خوابِ خوش آہنگ ملا 57

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

پھر وہی ضد کہ ہر اک بات بتانے لگ جائیں 58
روز و شب گزرتے ہیں اب درِ معانی پر 59
لوٹ آئیں گے وہی سال مہینے پھر سے 60
میری تکمیل میں برسوں کی کمی رہتی ہے 61
سنگِ رسوائی میری سمت اچھالے کیسے 62
جو قرض ذات تھا اُس پر اتارے جاتا ہے 63
فصیلِ ضبط سے ٹکرا کے سر ہی پھوڑے گی 64
بیتے دنوں کے لوٹ آنے کی آس بھی ہے 65


## ذوالفقار عادل:


وہ جس پہ آ کے ختم ہوئے سلسلے تمام 67
راستہ راستہ نشیب و فراز 68
تو اگر سوچے مجھے بارِ دگر 69
بڑی مشکل کہانی تھی مگر انجام سادہ ہے 70
شہرِ پندار سے آیا نہیں پیغام ابھی 71
یہ الگ بات فضاؤں میں بکھر جاؤں گا 72
کس طرح ملتے، کہاں ملتے کہ یہ ممکن نہ تھا 73
یہ موسم بدگماں کیوں ہو، ہوا نامہرباں کیوں ہو 74
ہمیں کچھ کام ایسے پڑ گئے ہیں 75


## آصف شفیع:


جو چُنے جاتے ہیں دیواروں کے بیچ 77
گزرتے موسموں کی یاد کو زنجیر کر لیتے 78
دستِ قدرت کا اشارہ اور ہے 79
دُشمنی میں، میرے دشمن آشیاں تک لے گئے 80
حُسن کو محبت کی اِک کتاب کیا دیتا 81


www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

82 رابطے آنکھ سے آنکھ کے ہو گئے
83 تو بھی ایسے جیسے خواب
84 سبھی اپنے نشاں کھوئے ہوئے ہیں
85 فیصلہ یہ لکھا ہے لوح وقت پر آصف

## سلیم ساگر:

87 سبک رفتار لمحوں کی حدیں ترتیب دیتا ہوں
88 ملو ایسے کہ پھر تعزیر بھی افلاک سے آئے
89 مرے وہم و گماں سے بھی زیادہ ٹوٹ جاتا ہے
90 حجاب آمیز آنکھوں میں دیئے جب وہ جلاتے ہیں
91 یہ دنیا تھی تماشا دیکھنے کو
92 جب آسمانِ شب پہ ستارے بکھر گئے
93 میرے اندر کوئی دیوار گرا دیتی ہے
94 ایک رسم وفا نہیں بھولے
95 دفورِ جاں کئی صحرا، دریدہ دامنی صحرا

## شاہد فرید شاہد:

97 کس قدر ہے مہیب سناٹا
98 کوئی بچ نہیں پاتا، ایسا جال بُنتے ہیں
99 خوف کا کیسا یہ ہالہ پڑ گیا ہے
100 محبت کا کوئی قصہ سنانے بیٹھ جاتے ہیں
101 زندگی کی کبھی تکمیل نہ ہو پائے گی
102 آندھیوں میں چراغ جلتا رہا
103 غم کا کوئی تو حل تلاش کریں
104 پھر سرِ راہگذار بانٹ دیا
105 آیا ہے کہیں سے، نہ کوئی گھر سے گیا ہے

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

**عبدالرزاق ایزو:**


| | |
|---|---|
| سایۂ فکر کسی فن کا اجالا پہنے | 107 |
| دھیان کی سیڑھی پہ چڑھ کر کہکشاں کو چھو لیا | 108 |
| جھیل میں اب وہ روشن ساگرداب کہاں سے لائیں | 109 |
| خلا کے حادثے ہیں دوربین کی زد میں | 110 |
| اس کا یہ فیصلہ بھی ہے اپنی جگہ درست | 111 |
| ایک چھوٹی سی گزارش ہے جناب عالی | 112 |
| حدت بڑھی جو شوق کی جذبہ ابل پڑا | 113 |
| کسی کی یاد میں ڈوبا ہوا دل | 114 |
| ایک سے تھا ایک بڑھ کر، کیا سے کیا | 115 |


**محمد نصراللہ نصر:**


| | |
|---|---|
| چاہت کے حادثات پہ قربان ہو گئی | 117 |
| بعد مدّت کے بھی خفا ہے تو | 118 |
| خاموش چاہتوں کے تقاضے کچھ اور تھے | 119 |
| غم کے صحرا میں تیرا پیار ہے بادل کی طرح | 120 |
| اشک ہر آنکھ میں پلنے کا ہنر جانتے ہیں | 121 |
| جو ادھوری رہ گئیں ان خواہشوں کی بات کر | 122 |
| جسے تلاش کیا ہم نے موتیوں کی طرح | 123 |
| اپنے دل کی خامشی کو خامشی سمجھا نہ کر | 124 |
| کوئی اجنبی سا خیال تھے رات دن رہے سوچتے | 125 |


**محمود احمد اعوان:**


| | |
|---|---|
| کچھ اس طرح سے ہوا بام و در سجا آئی | 127 |
| بچھی ہے گھر میں مرے بحر و بر کی ویرانی | 128 |


www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

129 نیا طلسم، نئے دائرے تلاش کروں
130 بس اک نظر سے زمانے بدل بھی سکتے ہیں
131 روشنی، روشنی، رہگذر
132 روشنی بادلوں کی زد میں ہے
133 صورت بدل گئی کبھی سایا بدل گیا
134 لہو میں تر یہ خنجر بولتا ہے
135 کسی کی ذات سے پل پل کے رابطے دیکھو


## فرد فرد:


| | | |
|---|---|---|
| طیّب رضا | ستارے کو ستارے کر گیا ہے | 137 |
| توصیف خواجا | لکھوں غزل میں ترا نام جو کسی بھی طرح | 138 |
| منظر اعجاز منظر | اُداس لوگوں کا بھید کیا ہے تمہیں پتا ہے | 139 |
| احمد شہریار | زُلفِ دنیا تار، تارِ عنکبوت | 140 |
| کاوش ابن واثق | کسی دل کا صلہ بھی مجھے سوا نہ ملا | 141 |
| اکبر ناصر خاں | دشتِ بے آب پہ اک ابر کا سایا دیکھا | 142 |
| ابو بکر مغل | تجھ میں پنہاں ادا کا صحرا ہے | 143 |

پہلی دھوپ کے بارہ روپ    امجد اسلام امجد    144


www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# حرفِ اوّل

کچھ ادارے ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں نو آموز شاعروں کی پنیری تیار کی جاتی ہے بعد میں یہی پنیری پھل پھول کر ایک عہد کی تشکیل دینے کی امکانی صلاحیت کی حامل ہو جاتی ہے جہاں ایسے بہت سے ادارے ہوں اس شہر کو دبستان کہا جاتا ہے، لکھنؤ اور دہلی انھی معنوں میں روایتی دبستان رہے ہیں۔ کچھ لوگ لاہور کو دبستان کہنے پر اصرار کرتے ہیں تدریسی سطح پر لاہور میں کم از کم ایسے دو ادارے ضرور موجود ہیں، جہاں اب بھی نئی پود کو ادب اور خصوصاً شاعری کے لیے تیار کیا جاتا ہے، ایک ادارہ گورنمنٹ کالج لاہور اور دوسرا اسلامیہ کالج لاہور ہے۔

گذشتہ دو تین دہائیوں سے ان میں ایک اور ادارے کا اضافہ ہوا ہے، حالانکہ وہ ادارہ انجینئر بنانے کے لیے تشکیل دیا گیا تھا اس نے شاعروں کی پوری ایک کھیپ پچھلے چند برس میں تیار کر دی ہے، یہ ایک اضافی ذمے داری ہے جو بہت خوبصورتی کے ساتھ نبھائی گئی ہے۔ موجودہ کتاب ان شاعروں سے متعلق ہے جن کا تعلق انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے رہا ہے یا ابھی تک ہے، مجھے لگتا ہے کہ لاہور کے دبستان کے اداروں میں مستقل طور پر ایک نئے ادارے کا اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ اس لیے بھی خوش آئند ہے کہ مستقبل قریب میں جس طرح کی شاعری کی جانے کی توقع ہے وہ بنیادی طور پر ان معتقدات پر مبنی ہو گی جو جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی وجہ سے پیدا ہوں گے، کمپیوٹر اور جینیٹکس اس میں خصوصی کردار ادا کریں گے۔ میں ادب میں داخل ہونے والے اس گروہ کو خوش آمدید کہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ ہماری روایتوں کو بھی اسی طرح برقرار رکھنے کی کوشش کریں گے جیسے کہ انہوں نے اس کتاب کے مشمولات میں کی ہے۔

شہزاد احمد

27 جون 1997ء

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

# صحرا میں پھول

پھول کہیں بھی ہو دل کش ہوتا ہے اور صحرا میں تو اس کی دل کشی اور بڑھ جاتی ہے۔ اب، جبکہ ان درسگاہوں میں بھی ذوقِ سخن کم کم دکھائی دیتا ہے جہاں سخن ہی موضوعِ درس ہے، یہ گمان کیسے گزر سکتا تھا کہ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میں سخن وری و سخن شناسی کی ایک توانا روایت استوار ہوگی۔ پہلی بار جب میں بعض احباب کے پُرخلوص اصرار سے مجبور ہو کر وہاں گیا تو میں ذہنی طور پر سخت بے لطفی کے لیے تیار تھا۔ لیکن جب وہاں کے نوخیز شعراء کو قریب سے دیکھا تو وہی مسرت و حیرت ہوئی جو صحرا میں پھول نظر آجانے سے ہوتی ہے۔ مزید خوشی یہ دیکھ کر ہوئی کہ ان نوجوانوں نے نہ صرف خود اچھا شعر کہا بلکہ یونیورسٹی میں اچھے ادبی ذوق کے ایک ایسے تسلسل کی بنا رکھنے کے لیے محنت کی جو آج "پہلی دھوپ" کی صورت میں ظہور کر رہا ہے۔

"پہلی دھوپ" غالبًا اپنی نوعیت کی پہلی چیز ہے۔ کم از کم میرے علم میں نہیں کہ کسی اور یونیورسٹی سے ایسا کوئی مجموعہ شائع ہوا ہو۔ "پہلی دھوپ" کے شعراء نووارداںِ بساطِ سخن ضرور ہیں اور ان کے ہاں کہیں کہیں زبان و بیان کے بعض ایسے پہلو مل جائیں گے جو "تلامذہ" کو "اساتذہ" سے ممیّز کرتے ہیں تاہم ان کے ہاں احساس کی شدت، جذبات کے خلوص اور اظہار کی توانائی کا وہ وفور بھی ملتا ہے جس کے مقابل اساتذہ عمر رفتہ کو آواز دینا چاہیں گے، اور بہت سے ایسے اشعار بھی جو سن و سال کی قید سے آزاد اپنا مقام خود متعین کرنے کی سکت رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر خورشید رضوی

جون 1997ء

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

# معروضات

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کی تاریخ تو شاید بہت پرانی ہو اور اس میں سے اکا دکا ادیب و شاعر بھی نکلتے رہے ہوں۔ لیکن باقاعدہ کسی ادبی تنظیم کا قیام ستمبر91ء میں عمل میں آیا۔ اس تنظیم کا نام "لریکل فورم" طے پایا۔

عصر حاضر کی متعدد قد آور ادبی شخصیتوں نے کئی مواقع پر تشریف لا کر فورم کی نشستوں کو اعتبار بخشا۔ ان میں منیر نیازی' شہزاد احمد' ڈاکٹر خورشید رضوی' افتخار عارف' امجد اسلام امجد' جلیل عالی' سرفراز شاہد' عبیر ابوذری' انعام الحق جاوید' اختر عثمان' ممتاز اطہر' انوار فیروز' سعداللہ شاہ' عباس تابش اور احمد لطیف جیسے معتبر نام شامل ہیں۔

اب جب کہ فورم کو تشکیل پائے چھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے' ضرورت اس امر کی تھی کہ اس پلیٹ فارم سے اچھا لکھنے والوں کے نمائندہ کلام کو یکجا کیا جائے۔ تاکہ "لریکل فورم" کی اب تک کی کارکردگی کا جائزہ یونیورسٹی سے غیر متعلق قارئین شعر بھی لے سکیں برادر آصف شفیع نے مجھے اس کام کی طرف مائل کیا اور اس دشوار کام میں اپنی ہمراہی سے نوازنے کا وعدہ بھی کیا۔ اور دیکھا جائے تو یہ کتاب سو فیصد انہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ عمیر پبلشرز کے مالک سعداللہ شاہ نے بھرپور تعاون کی امید دلائی۔ گاہے گاہے دوسرے احباب کے مشورے شامل حال رہے۔

زیادتی ہو گی اگر اس موقع پر میں اپنے عزیز دوست ابوبکر مغل کا تذکرہ نہ کروں۔ جنہوں نے نہ صرف ہر موقع پر ہمارے حوصلے بلند رکھے۔ بلکہ شعراء کے تعارفی نوٹ لکھنے کا کار دشوار اپنے ذمہ لیا۔

اور آخر میں میں اپنے اس سینئر کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جس کی اخلاقی و عملی مدد سے اس کتاب کی اشاعت پایہ تکمیل تک پہنچی۔ میری مراد غافر شہزاد سے ہے۔

**نوید صادق**

10 جون 1997ء

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

# غافر شہزاد

آرکیٹیکٹ ہیں۔ شاعر اور افسانہ نگار کے طور پر شناخت رکھتے ہیں۔ ان کا مجموعہ کلام "چراغ آنکھوں میں" 1991ء میں شائع ہوا جس کا دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے۔ افسانوں کے مجموعے "تصویریں سانس لیتی ہیں" اور "خوابوں کی گرہ میں پڑی لڑکی" ادبی حلقوں سے داد وصول کر چکے ہیں۔

ان کے افسانے اور شاعری 1985ء سے فنون' ادب لطیف' ماہ نو' ادبیات' تجدید نو اور ادب دوست میں شائع ہو رہے ہیں۔ حلقہ ارباب ذوق کے رکن ہیں۔ تیسرا افسانوی مجموعہ "شہر ناتمام" اور دوسرا شعری مجموعہ "جدائی کی پہلی سہ ماہی" زیر اشاعت ہیں۔

غافر شہزاد یونیورسٹی میگزین "ایکو" کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں آج کل محکمہ اوقاف پنجاب میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے منصب پر فائز ہیں۔

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

اک مسلسل طنز ہو جیسے مرے کردار پر
یوں لگا رکھا ہے میں نے آئینہ دیوار پر

اب تو آوازوں کو بھی تصویر کرسکتی ہے آنکھ
اتنی کامل ہوگئی ہے دسترس اظہار پر

قیصرؔ تنہائی نے اتنا بے تعلق کر دیا
بوجھ سا لگنے لگے ہیں اب تو یہ بے کار پر

میں بھی کچھ اس کی حدوں کے پار آسکتا نہیں
اور وہ بھی گر نہیں سکتا مرے معیار پر

چار دیواروں کے اندر حبس کیا کم تھا کہ اب
خوف کی دیوار چڑھنے لگ گئی دیوار پر

روح تو بے مول ہی غافرؔ یہاں پر بک گئی
ہاں ملے ہیں چند سکے جسم کے بیوپار پر

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

میں زمیں زاد کہ ڈرتا تھا ترے خواب سے بھی
لے اڑا کوئی مرے چاند کو تالاب سے بھی

تم نے رو رو کے عبث اپنی گنوا دیں آنکھیں
شہر ڈوبے ہیں کبھی اشک کے سیلاب سے بھی

ہجر کے پھول کھلے فصلِ جدائی کاٹی
پیڑ تنہائی کا نکلا دلِ شاداب سے بھی

رات کے پچھلے پہر تک جو جگاتا ہے مجھے
کوئی نسبت تو رہی ہے مری مہتاب سے بھی

اس تکلف سے ملا اب کے وہ غافر مجھ سے
منہ چھپائے ہوئے پھرتا ہوں میں احباب سے بھی

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

وحشت کا جو سودا ہے مرے سر میں نہیں ہے
اتنا سا اثاثہ بھی مرے گھر میں نہیں ہے

بکھرے تو اماوس ہو، سنور جائے تو دن نکلے
اُس زلف کی خوشبو مرے بستر میں نہیں ہے

خوفوں سے بھرے شہر کے سہمے ہوئے لوگو!
قاتل کی جو خصلت ہے کبوتر میں نہیں ہے

اب ڈھونڈنے آئے ہو تو ویرانے میں کھوجو
وہ شخص کسی گھر کسی دفتر میں نہیں ہے

مصرف ہی نہیں کوئی شب و روز کا اپنے
اس ضبط کا یارا کسی پتھر میں نہیں ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

خوابوں سے خواہشات سے خود کو جدا کرو
بس آئینے کا عکس ہی بن کر رہا کرو

سکھلائی آب خشک نے یہ بات بھی ہمیں
کچھ دیر تجھیں اپنا بدل کر اڑا کرو

تاروں بنا کھٹکتا ہے یہ خالی آسماں
آنکھوں کے نیلے طشت میں موتی جڑا کرو

لاکھوں حسینؑ سامنے آئیں گے دیکھنا
پہلے کنارِ آب کو تم کربلا کرو

میں بھی اتارتا ہوں تمہیں دل کے تخت سے
ناخن کو اپنے گوشت سے تم بھی جدا کرو

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

تا ابد کوئی نہیں آگ میں جلنے والا
راکھ ہو جائے گا سورج بھی نکلنے والا

طشتِ بینائی سے آنسو نہیں گرنے والے
یہ خزانہ ہے کہاں ایسا پگھلنے والا

راستے دور جہاں تک ہیں، نظر آتے ہیں
راہرو ان پہ نہیں کوئی بھی چلنے والا

بھوک عفریت ہے صحرا کے سرابوں ایسا
دشتِ غربت میں مسافر کو نگلنے والا

ضرب کھا لیتا ہے، جب لوگ اسے جمع کریں
تخم زر کا ہے بہت پھولنے پھلنے والا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

آئینے میں وہ پہلی سی صورت نہیں رہی
یا اپنے آپ سے ہی محبت نہیں رہی

دستک سی بن کے گونجتی پھرتی ہے اب کھنڈر میں
ایسی صدا کہ جس میں سماعت نہیں رہی

ملتا تھا روز مجھ سے وہ خورشید کی طرح
اس سے بچھڑ کے زیست کی عادت نہیں رہی

اکثر کے آنے جانے نے پامال کر دیا
اس رہگذر میں پہلی طوالت نہیں رہی

دریا کے دو کنارے ملانے کے واسطے
بانہوں میں پل بنانے کی ہمت نہیں رہی

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

جھکائے رکھتا ہے پلکیں سوال کرتا نہیں
دھڑکتے دل کی طلب کا خیال کرتا نہیں

پکڑنا خوابوں کو اور وہ بھی نیند ڈوری سے
ہنر نہ آتا ہو تو کچھ بھی جال کرتا نہیں

یہ دل، یہ عضوِ معطّل، یہ زندگی کا جواز
لہو کے ساتھ روابط بحال کرتا نہیں

ہمارے سامنے سیلاب روشنی کا ہے جو
ڈبو تو دے گا مگر پائمال کرتا نہیں

جو شہر بھر میں ہے مشہور خوش بیاں غافرؔ
ملے، تو دیکھتا ہے عرض حال کرتا نہیں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

عجیب بھید ہے دریا کے اس بہاؤ میں
کنارے ڈوبنے لگتے ہیں چلتی ناؤ میں

شجر کی شاخوں سے لپٹے ہوئے پرندوں نے
نہ چھوڑا پیڑ کو اور کٹ گئے کٹاؤ میں

یہ چاند، یہ ترا پرتو، یہ روشنی کا سفیر
ہمارے ساتھ اترتا ہے ہر پڑاؤ میں

سروں پہ سایہ فگن آسماں ہے دور بہت
شفق کے پاس یہی طشت ہے جھکاؤ میں

ہمارے پاؤں میں بہتا ہے رات دن دریا
سو ہم کو رہنا ہے غافر سدا کٹاؤ میں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

باندھ رکھے ہیں کئی خدشے پر و بال کے ساتھ
پھر بھی پرواز میں رہنا ہے مہ و سال کے ساتھ

جل بجھا کوئی ستارہ تو یہ معلوم ہوا
عُمرِ آئندہ تھی وابستہ مرے حال کے ساتھ

سوئیاں ہیں یہ لکیریں جو ہتھیلی پر ہیں
ہم سفر رہتی ہیں، دن رات یہ گھڑیال کے ساتھ

آج بازار میں بے قیمت و قامت ٹھہرا
جس نے انساں کو خریدا تھا زر و مال کے ساتھ

شاخِ سرسبز نے بانہوں میں لیا ہے اس کو
صحن سے ایک پرندہ جو اڑا جال کے ساتھ

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# رحمان حفیظ

سول انجینئر ہیں۔ شاعر' نقاد اور کالم نگار کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ حلقہ ارباب ذوق کے رکن ہیں۔ انہوں نے یونیورسٹی میں پبلی کیشن سوسائٹی کے صدر اور "کیمپس ڈائجسٹ" کے مدیر مسئول کی حیثیت سے نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ یونیورسٹی میں تخلیقی فضا اور ادبی ماحول کی بازیافت اور ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا۔ لریکل فورم کا قیام آپ کی ہی کاوشوں کا ثمرہ ہے۔

رحمان حفیظ کا کلام "ادبیات"' "صریر"' "سیارہ"' "ادب لطیف"' "تخلیق"' "تجدید نو" اور دیگر معیاری ادبی جریدوں میں جگہ پا چکا ہے اکتوبر 1994ء میں ادیبوں اور دانشوروں کی قومی کانفرنس میں ان کی شرکت یونیورسٹی کے لیے اعزاز کا باعث بنی۔

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

پھر جو کٹتی نہیں اُس رات سے خوف آتا ہے
سو ہمیں شامِ ملاقات سے خوف آتا ہے

مجھ کو ہی پھونک نہ ڈالیں کہیں یہ لفظ مرے
اب تو اپنے ہی کمالات سے خوف آتا ہے

کٹ ہی جاتا ہے سفر سہل ہو یا مشکل ہو
پھر بھی ہر بار شروعات سے خوف آتا ہے

وہم کی گرد میں لپٹے ہیں سوال اور ہمیں
کبھی نفی، کبھی اثبات سے خوف آتا ہے

ایسے ٹھہرے ہوئے ماحول میں رحمان حفیظ
ان گزرتے ہوئے لمحات سے خوف آتا ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

اور ہوں گے وہ جنھوں نے کہ پس انداز کیا
ہم نے ایک ایک نفس وقفِ تگ و تاز کیا

آپ آگے ہیں تو ہنس لیجیے ہم پر لیکن
اتنا پیچھے سے نہیں آپ نے آغاز کیا

یہ بہت سخت سزا تھی مرے حاسد کے لیے
میں نے ہر گام پہ اُس کو نظر انداز کیا

کیا غضب ہے کہ وہ بے باک صدا ڈوب گئی
عہدِ خاموش میں جس نے سخن آغاز کیا

آسماں ہونے لگی ہے یہ زمین آخرِ کار
خاک ساری نے ہمیں کتنا سرافراز کیا

دسترس میں تھا کہاں منصبِ تخلیق حفیظؔ
مجھ پہ اک غم نے بصیرت کا یہ در باز کیا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

اب صورتِ حالات بدل جائے تو اچھا
جو تیر مقابل ہے وہ چل جائے تو اچھا

یہ سوچ کے پھر پھینک دیا ہاتھ سے پتھر
حق دار کو ہی پیڑ کا پھل جائے تو اچھا

اب تیز ہوا گرد سے اک جال بنے گی
اب جھیل سے مہ تاب نکل جائے تو اچھا

اک عمر سے من میں یہ صدا گونج رہی ہے
تن آتشِ عرفان میں جل جائے تو اچھا

باقی نہیں کچھ دل میں بجز یادِ گزشتہ
یہ آخری کانٹا بھی نکل جائے تو اچھا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

سب کا پیرایۂ اظہار بدل جاتا ہے
منہ میں لقمہ ہو تو پندار بدل جاتا ہے

ہاتھ دو ہاتھ پہ ہوتی ہے جب اپنی نصرت
تو ہمارا سپہ سالار بدل جاتا ہے

جب کبھی ہم کسی معیار پہ پورے اتریں
ایسا ہوتا ہے کہ معیار بدل جاتا ہے

اتنے یکساں ہیں مری قوم کے سب معمولات
صرف تاریخ سے اخبار بدل جاتا ہے

اس سے ہارے تو عدو صلح کے پردے میں ضرور
اس کی تلوار سے تلوار بدل جاتا ہے

مرے دشمن کی ذہانت ہے کہ رحمانؔ حفیظ
وہ مری سوچ کے معیار بدل جاتا ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

پھر اک غبار سرِ سطحِ ریگ زار اٹھا
پھر ایک دل سے محبت کا اعتبار اٹھا

یہ دیکھ لے کہ اسے عمر بھر اٹھانا ہے
اٹھا سکے تو بڑے شوق سے یہ بار اٹھا

اٹھا کے تیغ کہا اس نے، "جاں نثار کوئی؟"
تو حاضرین میں سے بس یہ خاک سار اٹھا

جھٹک رہی ہیں تری بے نیازیاں کب سے!
مگر یہ دستِ دعا ہے کہ بار بار اٹھا

پھر ایک عمر کے بعد آج شہرِ ماضی میں
میں اپنے کھوج میں نکلا، اسے پکار اٹھا

ہزار بوجھ اٹھائے تھے زندگی میں حفیظؔ
اخیر ہم سے نہیں سنگِ انتظار اٹھا

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

نئی تعمیر کا دیرینہ فسوں ٹوٹ گیا
سعیِ تجدید تمنا میں دروں ٹوٹ گیا

ہم تو ہر دور میں ہی خاک فتادہ تھے مگر
تیرا پندار ترے شہر میں کیوں ٹوٹ گیا؟

دیر تک اب کسی تنظیم کا امکان نہیں
آج یوں سلسلۂ صبر و سکوں ٹوٹ گیا

پوچھتے ہیں ترے پیمانِ وفا کا احباب
سوچتا ہوں، انہیں کس منہ سے کہوں! ٹوٹ گیا

کھو گئے لوگ کسی آنکھ کی گہرائی میں
اور جمشید کے ساغر کا فسوں ٹوٹ گیا

ایسے جاں بخش حوادث بھی ہوا کرتے ہیں!
چھت کی تعمیر سے پہلے ہی ستوں ٹوٹ گیا

کوہ کن ورنہ کہاں لوٹ کے آتا تھا حفیظؔ
تیشہ ٹوٹا کہ نہیں، زورِ جنوں ٹوٹ گیا

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

کیوں مجھے وقفِ خیالِ بیش و کم اُس نے کیا؟
کیوں مجھے اپنی نظر میں محترم اُس نے کیا؟

مدّعی بھی کب تھا اُس کی ہم سری کا میں! مگر
میرے قامت کو مرے قامت سے کم اُس نے کیا

زندگی کے گیت گانا سہل تھا کب اِس قدر
یہ تو مجھ کو آشنائے زیر و بم اُس نے کیا

مجھ پہ یوں وا کر دیئے اک اور ہی دنیا کے در
میں کہ چوبِ خشک تھا مجھ کو قلم اُس نے کیا

درد انگیزی کب اُس کی ذات پر موقوف تھی!
میری پلکوں کو بھی آخرکار نم اُس نے کیا

اک خوشی وہ بانٹ بھی سکتا تھا کتنوں میں حفیظ
یہ بھی کیا کم ہے کہ تیرے غم کو غم اُس نے کیا

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

جس میں ہو پائیں گرفتار وہ پل ڈھونڈتے ہیں
آج تک ہم تری آنکھوں کا بدل ڈھونڈتے ہیں

عہدِ بارود! کچھ احساس مرے بچوں کا
کیاریاں سینچتے پھرتے ہیں، کنول ڈھونڈتے ہیں

زندگی اتنی بھی سفّاک ہوا کرتی ہے
اب کھلا ہے یہ جو کچھ لوگ اجل ڈھونڈتے ہیں

فلسفوں نے تو کہیں کا نہیں رکھا ہم کو
اب کوئی مختلف اندازِ عمل ڈھونڈتے ہیں

ایسا کرتے ہیں اُلٹ دیتے ہیں زنبیلِ حیات
اور اس میں سے کوئی کام کا پل ڈھونڈتے ہیں

پھر کہیں لے گیا اسلوب کا دھوکہ اس کو
کس خرابے میں بھٹکتی ہے غزل، ڈھونڈتے ہیں

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

عشق میں کیا فائدہ ہونا تھا! پَر ہوتا گیا
میں جہانِ اہلِ دل میں معتبر ہوتا گیا

رفتہ رفتہ ہلکے رنگوں سے بھی دلچسپی ہوئی
میں بڑا ہوتا گیا اور خوش نظر ہوتا گیا

ہر نئی دریافت سے اٹھے کئی تازہ سوال
آدمی فکرِ خبر میں بے خبر ہوتا گیا

جتنے رشتے تھے وہ مرہونِ فریبِ فکر تھے
جس مکاں میں دل لگایا اپنا گھر ہوتا گیا

ایک دنیا تھی ہمارے بس میں دامن کے سوا
جتنا پھیلایا یہ اُتنا مختصر ہوتا گیا

آخرش راس آگئی مجھ کو یہی بے چارگی
میں نظر انداز ہو کر خود نگر ہوتا گیا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# شاہین عباس

الیکٹریکل انجینئر ہیں۔ منفرد لب و لہجے کے غزل گو
ہیں۔ ان کا شعری مجموعہ "خواب میرا لباس" منظرعام پر آچکا ہے۔
یونیورسٹی میں لٹریری سوسائٹی اور لریکل فورم کے لیے ان کی
خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان کی تخلیقات "اوراق" "ادب لطیف"
"تخلیق" "تجدید نو" جیسے مستند ادبی جریدوں میں شائع ہو چکی ہیں۔

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

بے در و بام سا خاکہ مرے گھر کا سارا
اِسی خاکے میں علاقہ بھی خبر کا سارا

یہ دروں اور سے کچھ اور ہوا موج بہ موج
مجھ میں دریا اُتر آیا ہے نظر کا سارا

خاص کچھ ایسی بنا لوحِ نسب پر تصویر!
عرصۂ رنگ دکھا شام و سحر کا سارا!

اور کیا عمرِ رواں! میں تجھے حیراں کرتا
بوجھ اٹھائے تو پھرا کاسۂ سر کا سارا

شام بے چادرِ مہتاب ہے اے صاحبِ شام!
کام باقی ہے ابھی بابِ ہنر کا سارا

میں چلوں تو مجھے اک آبلہ ایسا پڑ جائے
جو پتہ رکھتا ہو تہذیبِ سفر کا سارا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

سخن جس دم بھی ہم باطن کی ویرانی سے کرتے ہیں
بہم اِک منزلِ نو جادۂ معنی سے کرتے ہیں

عجب کیا جسم کی مٹی نگہ پر منکشف ہو جائے
لبِ دریا اک ایسا رابطہ پانی سے کرتے ہیں

یہ ہاتھ اک شعلۂ آئندہ کی لپٹوں میں پیدا ہاتھ
نمو کیا کیا کفِ روشن کی تابانی سے کرتے ہیں

مری یہ تشنگی بھی ہم کلام اپنی جہت سے ہے
مرے صحرا بھی وحشت اپنی عریانی سے کرتے ہیں

لہو کے لفظ ہوں اور مسندِ معنی سے میلے ہوں
کہیں کارِ تماشا ایسی ارزانی سے کرتے ہیں؟

ذرا سا آئینے کے رُوبرو ہوتے ہیں اور شاہین
بہت سی گفتگو ہم اپنی حیرانی سے کرتے ہیں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

راہ دیتا ہوا ہر لمحۂ تعزیر کو میں
بڑھتا جاتا ہوں ترے اوجِ ابد گیر کو میں

کہاں لے جانے کو تھی پاؤں کی زنجیر مجھے
کہاں لے آیا مگر پاؤں کی زنجیر کو میں

نظم ہو بیٹھا ہوں آہنگِ دروں کے ہاتھوں
نظم کرتا ہوا اک نالۂ شب گیر کو میں

کچھ یہ تعبیرِ گریزاں کا حجاب اپنی جگہ
کچھ میسّر بھی نہیں خواب کی تعبیر کو میں

اِس خطِ خوں سے پرے بھی ہے لہو کا پرتوَ
پار کرسکتا نہیں عرصۂ تصویر کو میں

روح کے سلسلۂ زر میں اُتر آؤں گا
اِک ذرا جان تو لوں جسم کی جاگیر کو میں

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

صبحِ وفا سے ہجر کا لمحہ جُدا کرو
منزل سے گرد، گرد سے رستہ جُدا کرو

اِک نقش ہو نہ پائے اِدھر سے اُدھر مرا
جیسا تمھیں ملا تھا میں، ویسا جُدا کرو

شب زادگاں! تم اہلِ خبر سے نہیں، سو تم!
اپنا مدار اپنا مدینہ جُدا کرو

یاں پے بہ پے جو خواب کِھلے، نے بہ نے کُھلے
جتنا جُدا یہ ہوسکے اُتنا جُدا کرو

میں تھا کہ اپنے آپ میں خالی سا ہوگیا
اُس نے تو کہہ دیا مرا حصّہ جُدا کرو

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

بے موج بھی دریائے دروں موج میں آیا
کیا کہیے کہ اِس طور سے کیوں موج میں آیا

اِک ظرفِ زیاں مجھ میں چھلکتا ہوا کیا ہے؟
کِس رَو میں روانہ ہوں، جو یوں موج میں آیا

اِس طرزِ تنفس کا بُرا مانگیے ہر پل
سانس آئی کہ پیمانۂ خوں موج میں آیا

وہ لفظ جسے ہاتھ لگی لہر لہو کی
کیا کیا نہ بہ عنوانِ فسوں موج میں آیا

ہر سطر سمندر سی رواں بھی، نگراں بھی
میں موجِ معانی تھا، سو یوں موج میں آیا

اپنی ہی روانی نے اُسے جھیلا ہے کم کم
دریا جو مری رَو سے بروں موج میں آیا

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

ہر ایک شب میں وجود کی گرہیں کھولتا ہے
یہ کیا ستارہ ہمارا اندر ٹٹولتا ہے

دُعا وہی جو دیئے کی لو میں جگہ بنا لے
دیا وہی جو دُعا کے مضموں میں بولتا ہے

یہیں کہیں ایک عرصۂ گِل ہے جو بھر دم
زمیں کی میزان میں زمانوں کو تولتا ہے

نئی کہانی میں قصّہ گو کا کمال دیکھیں
کہاں پہ جا کر ہمارا کردار کھولتا ہے!

کچھ ایسی بے طرح وحشت اِسکی کہ ذکر ہی کیا
یہ نقشِ پا ہے جو نقشِ منزل کو رولتا ہے

حجاب لازم پھر آیا مجھ پر تو خوب آیا
کہ آئنہ پھر مری حمایت میں بولتا ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

بیعتِ فردا سے دل بھی جانِ آئندہ ہوا
اور میں تنہا حلقۂ یارانِ آئندہ ہوا

میں جو اپنی عُمر سے آگے نکل آیا، مجھے
عرصۂ حاضر سروسامانِ آئندہ ہوا

لمحہ لمحہ اک حجابِ حال اٹھا اور پھر
ہوتے ہوتے حرف حرف عنوانِ آئندہ ہوا

میں کہ حدِّ عصر میں بھی سر بہ سر خطِّ غیاب
جب سے مردِ گِل ہوا، میزانِ آئندہ ہوا

ایک پُروائی کے پَیرو، اِک جہت کے جانثار
میں ہُوا، یا عالمِ امکانِ آئندہ ہوا

میری حالت، حالتِ آئندہ ہے سو مجھ میں دیکھ
جاگزیں کیا کیا نہیں ایقانِ آئندہ ہوا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

یہ چراغ اپنے ہی در سے کیسے نکل گیا
یہ سوال کاسۂ سر سے کیسے نکل گیا

مرے بعد بام پہ صبح و شام بجے نہیں
مرے ساتھ وقت بھی گھر سے کیسے نکل گیا

اِسی ایک لمحے کے بعد صبحِ مراد تھی
یہی ایک لمحہ سفر سے کیسے نکل گیا

جہاں حاشیوں پہ حجاب ہو وہاں کیا خبر
کوئی لفظ لوحِ اثر سے کیسے نکل گیا

جسے شاخ شاخ سعادتوں کا ثمر لگا
وہ زمیں کی حدِ ہنر سے کیسے نکل گیا

جو قریب و دور کے منظروں کی کتاب تھا
وہ نصابِ نور، نظر سے کیسے نکل گیا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

نشاطِ درد کے عنواں اگرچہ کم بدلتے ہیں
ہم اپنے زخم کا منظر بھر موسم بدلتے ہیں

زمیں سے آسماں تک سب مرے خوابوں کا حلقہ ہے
میں جب کروٹ بدلتا ہوں، کئی عالم بدلتے ہیں

کہو اِس عجز پر شرحِ تمنا اور کیا لکھیں
کہ ہم دریا ہیں، جو پیمانۂ رگِل کم بدلتے ہیں

محاذِ جاں سے ہر لمحہ نئی آواز اُبھرتی ہے
ہم ایسے لوگ دن بھر میں کئی پرچم بدلتے ہیں

ہوا کے عکسِ جاں سے نقشِ پا کے درمیاں شاہیںؔ
یہ صورت گر ہمیں بدلیں، جہاں تک ہم بدلتے ہیں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# ادریس بابر

الیکٹریکل انجینئر ہیں۔ غزل ان کا تعارف اور نعت ان کی شناخت کا بنیادی حوالہ ہے لٹریری سوسائٹی اور لریکل فورم کے صدر رہے ہیں یونیورسٹی میگزین "کیمپس ڈائجسٹ" لٹریری سوسائٹی کے میگزین "زنبیل" دی فا لکنز کے "امیج" کی ادارت میں سرگرم رہے۔ یونیورسٹی میگزین "ایکو" کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے کام کیا۔

اکتوبر 1994ء میں اکادمی ادبیات پاکستان کی دعوت پر ادیبوں اور دانشوروں کی قومی کانفرنس میں شرکت کی۔ فنون' ادبیات اور اوراق جیسے موقرادبی جرائد میں ان کا کلام شائع ہوتا رہتا ہے۔

ادریس بابر عالمی ادب کے تراجم سے بھی دلچسپی رکھتے ہیں ان کے کیے ہوئے بعض تراجم "ادبیات" کے بین الاقوامی ادب نمبر میں شامل ہو چکے ہیں۔

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

دوست کچھ اور بھی ہیں تیرے علاوہ مرے دوست!
کئی صحرا مرے ہمدم' کئی دریا مرے دوست!

پھر وہی دھوپ' وہی بے سروسامانی ہے
بس کوئی دیر ہے یہ خواب' یہ سایا' مرے دوست!

تُو بھی ہو' میں بھی ہوں یکجا کہیں' اور وقت بھی ہو
اتنی گنجائشیں رکھتی نہیں دنیا' مرے دوست!

تیری آنکھوں پہ مرا خوابِ سفر ختم ہوا
جیسے ساحل پہ اتر جائے سفینہ مرے دوست!

اب تو لگتا ہے جدائی کا سبب کچھ بھی نہ تھا
آدمی بھول بھی سکتا ہے نا رستہ مرے دوست!

کئی نغمے متصادم تھے پسِ پردۂ حرف
کئی لہجوں سے بنا تھا مرا لہجہ' مرے دوست!

راہ تکتے ہیں ابھی گھر میں کئی سُست چراغ
اور ہوا تیز ہوئی جاتی ہے' اچھا مرے دوست!

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

اِس سے پہلے کہ یہ سب خواب ٹھکانے لگ جائیں
اک نظر دیکھ کہ ہم بھی نظر آنے لگ جائیں

درد ایسا بھی نہیں، دل سے جو برداشت نہ ہو
بات ایسی بھی نہیں ہے کہ بتانے لگ جائیں

اک سخن ہی سہی، پھر بھی یہ بہت ممکن ہے
میری تکمیل میں کچھ اور زمانے لگ جائیں

دل ہے وہ شہرِ طلسمات جسے خواب آسیب
صبح برباد کریں، شام بسانے لگ جائیں

عمر بھر آتشِ حسرت کو ہوا دیتے رہیں
اور بھڑکنے بھی نہ پائے کہ بجھانے لگ جائیں

نہ سہی دل، کوئی ویران سی البم ہی سہی
جس میں سب خواب، نئے اور پرانے لگ جائیں

اِسی خاموشی میں کچھ تجربے کر کے، بابرؔ
سخن ایجاد کریں، بات بنانے لگ جائیں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

اسم وہ کیا تھا، زباں پر ہیں یہ چھالے کیسے!
کھُل گئے شہرِ طلسمات کے تالے کیسے

حاکمِ شہر سزا سوچ کے چپ بیٹھا ہے
ساری بستی کو وہ بستی سے نکالے کیسے!

دل بھلا وقت کی رفتار سے چل سکتا ہے!
چل بھی سکتا ہو تو اُس خواب کو جا لے کیسے!

ٹوٹ سکتا ہے، چھلک سکتا ہے، چھن سکتا ہے
اتنا سوچے تو کوئی جام اچھالے کیسے!

اس قبیلے میں جہاں دن کبھی نکلا ہی نہ ہو
کسے معلوم کہ ہوتے ہیں اجالے کیسے!

آدمی کیا، کوئی ذرّہ بھی جو دل رکھتا ہو
ٹوٹ جاتے ہیں اسے توڑنے والے کیسے!

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

درِ قفس پہ نئی اک لکیر کھینچتا ہے
یہ رنج روز خوشی سے اسیر کھینچتا ہے

پلے بڑھے ہیں مشینوں کے سائے میں یہ لوگ
سو اِن کو درد لبھاتا نہ میرؔ کھینچتا ہے

میں پوچھتا ہوں کہ بھائی مرا قصور ہے کیا
تو وہ جواب میں ترکش سے تیر کھینچتا ہے

کسے دماغ کہ ہو رہنِ آسیائے سخن
کڑی سہی یہ مشقت، فقیر کھینچتا ہے

ہم ایک مرگِ مسلسل کی زد میں ہیں، بابرؔ
قبائے جاں سے کوئی لیر لیر کھینچتا ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

پھر اسی دھوپ کی تکرار سے خوف آتا ہے
سو مجھے سایۂ دیوار سے خوف آتا ہے

اتنی حیران ہے منزل مری رفتار پہ کیوں
میرے پیچھے اِسی رفتار سے خوف آتا ہے

دوست ہو کر بھی عجب رنج دیا ہے دل نے
اب تو ہر یارِ وفادار سے خوف آتا ہے

ایک اندیشۂ تشہیرِ وفا ہے لاحق
ورنہ کس کو رسن و دار سے خوف آتا ہے

کانپنے لگتا ہے کاغذ بھی، قلم بھی، دل بھی
اپنے سوچے ہوئے کردار سے خوف آتا ہے

دن کے بہتے ہوئے دریا کے کنارے، بابرؔ
شام ہوتی ہے تو اُس پار سے خوف آتا ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

اور اب اِس بات سے بھی بے خبر بیٹھے ہوئے ہیں
سرِ راہے پڑے ہیں ہم کہ گھر بیٹھے ہوئے ہیں

یقیناً ایک دن تعبیر کا در بھی کھلے گا
ابھی تو خواب کی دہلیز پر بیٹھے ہوئے ہیں

نجانے کب یہ دیواروں کو دروازے بنا دیں
فصیلِ شہر پر جو سحر گر بیٹھے ہوئے ہیں

پھر اُس نے چھیڑ دی ہیں ایسی کچھ دلچسپ باتیں
ہم اپنے مسئلے کو بھول کر بیٹھے ہوئے ہیں

نیا اک آتشیں نغمہ رگوں میں دوڑتا ہے
پرانے آشیاں کی راکھ پر بیٹھے ہوئے ہیں

ہمیں اب صبر کرنے کا نہ کوئی مشورہ دے
کہ ہم یہ تجربہ پہلے سے کر بیٹھے ہوئے ہیں

ابھی یہ بادباں تبدیل ہو سکتے ہیں، بابر
ابھی بجرے کھڑے ہیں اور بھنور بیٹھے ہوئے ہیں

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

سرِ شہرِ خیال کھڑے ہوں تو آفاق میں گم ہو جاتے ہیں
اے ربِّ جبال یہ ہم کیسے اعماق میں گم ہو جاتے ہیں

اِس خاک سے کیا روگرداں ہوں جب سارے آدم، تا ایں دم
اِسی خاک میں رزق تلاشتے ہیں، اِسی خاک میں گم ہو جاتے ہیں

جب سب کو خون سے اپنی پیاس بجھانے کی عادت پڑ جائے
تو چشمے زمیں میں اور بادل افلاک میں گم ہو جاتے ہیں

سرِ دست بیاضِ شوق رکھی ہے اور پرندے اَن دیکھے
اڑتے ہوئے آتے ہیں اور ان اوراق میں گم ہو جاتے ہیں

شاید کسی کوہ کی چوٹی پر کوئی ہے، اور کوئی نہیں تو پھر؟
کسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے سب دریا خاشاک میں گم ہو جاتے ہیں

وہ لوگ بھی تھے جن کا تاریخ میں کوئی ذکر نہیں ملتا
وہ نقش بھی ہیں جو کوزہ گر کے چاک میں گم ہو جاتے ہیں

کبھی ایک چراغ کی روشنی میں ہم پہروں سوچتے ہیں، بابرؔ
یہ سورج چاند ستارے سب کس طاق میں گم ہو جاتے ہیں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

کبھی کچھ تھا، پر اب کیا رہ گیا ہوں
میں دل تھا، گھٹ کے دنیا رہ گیا ہوں

مجھے کب سے مٹایا جا رہا ہے
مگر میں مٹتا مٹتا رہ گیا ہوں

یہ آدم خور بستی کا سفر تھا
غنیمت جان جتنا رہ گیا ہوں

یزیدی تاک میں بیٹھے ہوئے ہیں
میں کوفہ میں اکیلا رہ گیا ہوں

وہ مجھ سے اپنا حصّہ لے چکا ہے
اور اب میں صرف اپنا رہ گیا ہوں

جہاں اب آ کے پہنچا ہے زمانہ
وہاں سے اک زمانہ رہ گیا ہوں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

کم کم رہا وہ پاس اور اکثر بہت ہی دور
اک چاند تھا ہمارے افق پر بہت ہی دور

اے آبجو، ٹھہر تو، کہیں دم نہ ٹوٹ جائے!
دریا ہے دور اور سمندر بہت ہی دور!

جب کینوس میں شام اترنے لگی تو ہم
پھر ڈوبنے لگے کہیں اندر بہت ہی دور!

اب مسئلہ ہمارا نہیں، زندگی کا ہے
تم رہ گئے ہو، جانِ برادر! بہت ہی دور

چلنا ہے کتنی دیر، ابھی کچھ خبر نہیں
خیمہ ہے دور، اور مرا گھر بہت ہی دور!

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# نوید صادق

سول انجینئر ہیں۔ لریکل فورم کے استحکام کی خاطر ان تھک خدمات سرانجام دیں۔ "پہلی دھوپ" اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

"فنون" "ادبیات" "اوراق" "ارتکاز" "ادب لطیف" "تخلیق" "تجدید نو" اور دوسرے جید ادبی رسائل میں ان کا کلام شائع ہوتا رہتا ہے۔

ہفت روزہ "کارواں" بہاول پور کے سب ایڈیٹر ہیں نوید صادق بہاول پور سے بھی ایک شعری انتخاب مرتب کر رہے ہیں۔

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

رات جب ڈھلنے لگی خوابِ خوش آہنگ ملا
جامۂ کیف ملا بھی تو بہت تنگ ملا

بات کرنے کی سہولت نہ میسر آئی
وہ مری چشمِ تمنا پہ بہت دنگ ملا

سلسلہ وار صلیبوں سے گزر تو آیا
تارِ امکانِ تعلق پہ وہی زنگ ملا

اس قدر تلخ نوائی بھی نہیں ٹھیک نوید
اپنے لہجے میں مروّت کا ذرا رنگ ملا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

پھر وہی ضد کہ ہر اک بات بتانے لگ جائیں
اب تو آنسو بھی نہیں ہیں کہ بہانے لگ جائیں

تیری تکریم بھی لازم ہے شبِ اوجِ وصال
پر یہ ڈر ہے کہ یہ لمحے نہ ٹھکانے لگ جائیں

کچھ نمُو کے بھی تقاضے ہیں سرِ کشتِ خیال
ورنہ ہم لوگ تو بس خاک اڑانے لگ جائیں

ایک لمحے کی ملاقات کے خاموش سفر!
ان کہے لفظ نہ اب شور مچانے لگ جائیں

وہ رفاقت، وہ فسانہ، وہ تماشا، وہ خلوص
کوئی عنوان تلاشیں تو زمانے لگ جائیں

ہم سمجھتے ہیں ستم زاد قبیلوں کو نوید
پیڑ سر سبز، گھنا ہو تو گرانے لگ جائیں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

روز و شب گزرتے ہیں اب درِ معانی پر
حرف خود پریشاں ہیں میری سخت جانی پر

وقت کٹ بھی سکتا تھا، ربط کی تسلّی سے
دل مگر نہیں مانا، غم کے عہدِ ثانی پر

وسعتِ تعلّق سے فاصلے سمٹ جاتے
ذہن مرتکز کرتے بربطِ جوانی پر

برگِ سبز قربت سے ساعتوں کو تازہ کر
زندگی پریشاں ہے، رنج جاودانی پر

صورتِ صدف آنکھیں ابرِ غم سے بھر آئیں
ناز تھا بہت ان کی دائمی نشانی پر

آہٹیں تو آئیں گی چاہے در مقفّل ہوں
اعتماد ایسا کیا اپنی خوش گمانی پر

شہرِ جاں میں سنّاٹا، ہر نفس زوال آثار
کتنی دیر ٹھہرے گی مشتِ خاک پانی پر

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

لوٹ آئیں گے وہی سال، مہینے پھر سے
ہوں گے مائل بہ سفرِ شب کے سفینے پھر سے

تیرے اشکوں میں کوئی کھوٹ تو ہوتا شامل
آزماتا میں مروّت کے قرینے پھر سے

صدقِ اخلاص میں محتاط روی اپنائیں
ہم بچھڑ جائیں، پھٹیں درد سے سینے، پھر سے

اُلجھنیں سوچ کو مقتل میں لیے جاتی ہیں
کچھ سہولت ہو تو ہم بھی لگیں جینے پھر سے

پھر اٹھایا ہے عَلم شہ میں رسوائی کا
ڈھونڈتے پھرتے ہیں چاہت کے خزینے پھر سے

اِس قدر ٹوٹ کے چاہے کوئی خوشبو سا بدن
سایۂ زلف میں آجائیں پسینے پھر سے

غرقِ صہبائے فراموشیِ جاناں تھے نوید
چھیڑ دی تان، رُلا ڈالا، کسی نے پھر سے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

میری تکمیل میں برسوں کی کمی رہتی ہے
یہ جو اعصاب میں اور دل میں ٹھنی رہتی ہے

میرے ہونے کا سبب مجھ سے وہ مُحسن چاہے
جس کے الطاف سے آنکھوں میں نمی رہتی ہے

گنبدِ خوف سے کس طرح رہائی ہوگی
پسِ دیوارِ کرم، سنگ زنی رہتی ہے

آئینہ کیسے کروں دل کی شکستہ حالی
تیرے ہونٹوں پہ تو ہر آن ہنسی رہتی ہے

کشمکش دل میں ہے اور روح میں ہیجان نوید
اک عدد خواب کی تعبیر، ابھی رہتی ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

سنگِ رُسوائی مری سمت اچھالے کیسے
میرا کردار کہانی سے نکالے کیسے

ڈر تو یہ ہے مرا ماضی نہ پلٹ کر آجائے
دلِ خوش فہم اسے اپنا بنا لے کیسے

میں زمیں زاد اندھیروں کے سرابوں کا سفیر
مجھ کو راس آئیں گے سورج کے اجالے کیسے

ہم ہیں معمور ترے دکھ کی پرستش پہ نوید
غمِ دنیا ہمیں معبد سے اٹھا لے کیسے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

جو قرضِ ذات تھا اُس پر اتارے جاتا ہے
وہ ایک شخص کئی سال ہارے جاتا ہے

میں اپنے آپ میں گم اور میرے سائے کو
بہت قریب سے کوئی پکارے جاتا ہے

یہ اور بات تجھے بھی سکون کم کم ہے
مجھے بھی یاد کا آسیب مارے جاتا ہے

فریب خوردۂ آثارِ منزلِ اُمیّد
یہی بہت ہے کٹھن دن گزارے جاتا ہے

یہ کیسا عہدِ ہزیمت کمال ہے جس میں
لباسِ سبز شجر تک اتارے جاتا ہے

نویدؔ عزتِ اجداد کا بھی پاس نہیں
ترا شعور نئے روپ دھارے جاتا ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

فصیلِ ضبط سے ٹکرا کے سر ہی پھوڑے گی
تری صدا جو مرے رخ سے منہ نہ موڑے گی

ابھی تو وقت کو تاوان دے کے بیٹھا ہوں
ابھی حیات مرا ساتھ کیسے چھوڑے گی

میں ایک عمر سے بیٹھا ہوں کوہِ فرقت پر
صدائے ربط کسی دن تو آ جھنجھوڑے گی

بطونِ سنگ سے خوشبو نچوڑنے کی روش
مجھے خبر ہے، کہیں کا نہ مجھ کو چھوڑے گی

یہ سادہ کاریٔ فطرت، یہ مصلحت کوشی
مری رگوں سے کہاں تک لہو نچوڑے گی

نویدؔ وقت سے پہلے ہی چل پڑے گھر سے
تھکن سفر کی ترے حوصلے نہ توڑے گی؟

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

بیتے دنوں کے لوٹ آنے کی آس بھی ہے
غیر ضروری خوابوں پر وشواس بھی ہے

تو کہہ دے تو دیس نکالا بھی لے لیں
زخموں کی فہرست ہمارے پاس بھی ہے

سوچتا ہوں تو آس کا خوف نکھرتا ہے
چارہ گر کے پاس ردائے یاس بھی ہے

ہر محرومی ایک طرف' اور اس کا دکھ
دل کو ہے اور مورکھ دل یہ راس بھی ہے

اک دن اپنا آپ بگاڑ کے رکھ دو گے
ناطہ شہر سے ٹوٹا تو بن باس بھی ہے

ہریالی کی اور ہی شرطیں ہوتی ہیں
یوں تو ساگر صحراؤں کے پاس بھی ہے

اب تو اپنی ذات کا پیچھا چھوڑ نوید
شہر میں ہی اک منظر خاص الخاص بھی ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# ذوالفقار عادل

مکینکل انجینئر ہیں شاعری اور ڈرامہ نگاری کے ساتھ ساتھ ہدایت کاری اور اداکاری کے میدان میں اپنی صلاحیتوں کا ثبوت دے چکے ہیں۔

یونیورسٹی کی ڈرامیٹک سوسائٹی کے صدر کے طور پر متعدد معیاری ڈراموں، خاکوں، مباحثوں کا اہتمام کیا۔ "اجوکا" جیسے معروف تھیٹر گروپس سے وابستہ ہیں۔ کئی ٹی وی ڈراموں میں کام کر چکے ہیں۔

لٹریری سوسائٹی کے سرگرم رکن اور یونیورسٹی میگزین "ایکو" کے معاون مدیر رہے ہیں۔"

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

وہ جس پہ آ کے ختم ہوئے سلسلے تمام
ہیں معتبر اسی کے سبب رابطے تمام

اس کی ضیاء سے آج بھی روشن ہیں، کل بھی تھے
لمحے، ضمیر، راستے، چہرے، دیئے تمام

اس نے ہمارے سامنے رکھ دی کتابِ حق
اپنی حدوں میں لوٹ گئے فلسفے تمام

اک نام آگیا مرے ہونٹوں پہ دفعتاً
پھر جب بھی مجھ پہ بند ہوئے راستے تمام

پھر سے ہوائے شہرِ مدینہ کی آرزو
سرسبز کر رہی ہے مرے حوصلے تمام

اس کائنات میں ہے توازن ترے سبب
تیرے ہی گرد گھومتے ہیں دائرے تمام

میں ظلمتوں میں تھا کہ اجالا بکھر گیا
میں راستوں میں تھا کہ ہوئے راستے تمام

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

راستہ راستہ نشیب و فراز
پھر مسافت میں کیا نشیب و فراز

اُس نے پھینکا ہے جھیل میں پتھر
اب وہ دیکھے ذرا نشیب و فراز

میں نے کھینچا ہے آس کا منظر
ابر، صحرا، ہوا، نشیب و فراز

اجنبی اجنبی سے رستوں میں
آشنا آشنا، نشیب و فراز

رہروانِ وفا کے رستے میں
کوفہ و کربلا، نشیب و فراز

اُس کی آنکھیں بتا رہی ہیں مجھے
اُس نے دیکھے ہیں کیا نشیب و فراز

میں مسافر ہوں یا سفر، عادلؔ
اور یہ لمحے ہیں یا نشیب و فراز

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

تُو اگر سوچے مجھے بارِ دِگر
جل اٹھیں سارے دیئے بارِ دِگر

وہ مری پہلی دعا کا کیا ہوا
ہاتھ اٹھاؤں کس لیے بارِ دِگر

جانے والے لوٹ کر آتے نہیں
ہم ہی تھے جو آگئے بارِ دِگر

آرزوؤں کا سفر جاری رہا
ہم ملے، بچھڑے، ملے بارِ دِگر

وہ ملا تو حادثے یاد آگئے
کچھ پرانے، کچھ نئے بارِ دِگر

آنکھ میں پہلے سفر کی دھول ہے
کیا کھلیں گے راستے بارِ دِگر

وقت دہراتا ہے خود کو ذوالفقار
زخم ہوتے ہیں ہرے بارِ دِگر

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

بڑی مشکل کہانی تھی مگر انجام سادہ ہے
کہ اب اس شخص کا ہم سے بچھڑنے کا ارادہ ہے

اور اس کے بعد اک ایسے ہی لمحے تک ہے خاموشی
ہمیں در پیش پھر سے لمحۂ تجدیدِ وعدہ ہے

سنو! رستے میں اک جلتا ہوا صحرا بھی آئے گا
کہو، کب تک ہمارے ساتھ چلنے کا ارادہ ہے

ہمیں آسانیوں سے پیار تھا اور لوگ کہتے تھے
اگر منزل سے ہٹ جائے تو ہر رستہ کشادہ ہے

ستارہ در ستارہ ٹوٹتا ہے آسماں! تو بھی
ترے قصّے میں بھی میری کہانی کا اعادہ ہے

میں ہوں نامعتبر منزل کی خاطر معتبر رہ پر
وجودِ خواہشِ جاں پر دعاؤں کا لبادہ ہے

کچھ ایسی شدتوں سے ہم گزر کر آئے ہیں عادلؔ
ہمیں تیری ضرورت بھی ضرورت سے زیادہ ہے

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

شہرِ پندار سے آیا نہیں پیغام ابھی
اور میں دشتِ محبت میں ہوں گمنام ابھی

اور پھر گر کے تو میں خود بھی سنبھل سکتا ہوں
تھامنا ہے مرے محسن تو مجھے تھام ابھی

میں طلسمِ غمِ دوراں سے کہاں نکلا ہوں
میری ہر صبح میں شامل ہے مری شام ابھی

بالیقیں پھر کوئی آغاز جنم لے لے گا
دیکھنا ہے مجھے انجام کا انجام ابھی

میں تو اک دشتِ ملامت سے بھی ہو آیا ہوں
تُو مرے گھر ہی میں ہے گردشِ ایّام ابھی

تیز آندھی میں کسی جلتے دیئے کی صورت
میرے ہونٹوں پہ لرزتا ہے ترا نام ابھی

وہ چراغوں کو جلانے کا ہنر جانتا ہے
ہاں مگر لیتا نہیں اس سے کوئی کام ابھی

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

یہ الگ بات فضاؤں میں بکھر جاؤں گا
میں تجھے ڈھونڈنے تا حدِّ نظر جاؤں گا

تجھ کو رفتارِ زمانہ کا نہیں ہے احساس
میں کبھی لوٹ نہ پاؤں گا اگر جاؤں گا

میرے لہجے میں ہی خوشبو ہے، ہوا تیز نہ چل!
میں کوئی پھول نہیں ہوں کہ بکھر جاؤں گا

چاہتا ہوں میں بھٹکنا اِسی احساس کے ساتھ
وہ مرے ساتھ رہے گا میں جدھر جاؤں گا

میں نے دیکھا ہی نہیں تھا ترے در سے آگے
میں نے سوچا ہی نہیں تھا کہ کدھر جاؤں گا

پھر کہیں جا نہ سکا، سوچ کے یہ نکلا تھا
کہ جدھر تو نہیں ہوگا میں اُدھر جاؤں گا

میں محبّت کی تجارت نہیں کرتا عادلؔ
اور جب کرنے لگوں گا تو میں مر جاؤں گا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

کس طرح ملتے، کہاں ملتے کہ یہ ممکن نہ تھا
تم جہاں کے آشنا تھے، ہم وہاں کے اجنبی

دل کی دھڑکن سے شناسائی کی خواہش ہے مجھے
آ، مرے دل میں اتر، اے شہرِ جاں کے اجنبی!

حادثے سے حادثے تک کا سفر طے ہوگیا
اور ہم اب بھی وہی ہیں، درمیاں کے اجنبی

پھر کسی مانوس لہجے کی تھکن میں کھو گئے
شہر کے رستوں سے واقف تھے یہاں کے اجنبی

اجنبی کی حیثیت سے، ذوالفقار عادلؔ ہمیں
جانتے ہیں سب کے سب اِس کارواں کے اجنبی

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

یہ موسم بدگماں کیوں ہو، ہوا نامہرباں کیوں ہو
اگر تم ساتھ دو تو زندگی عہدِ خزاں کیوں ہو

کسی بھی مصلحت کو زندگی کا نام کیسے دوں
نہیں تن پر قبا باقی تو سر پر سائباں کیوں ہو

محاذِ شوق پر مالِ غنیمت بانٹنے والو!
مِرے حصّے میں اب کی بار بھی خالی کماں کیوں ہو

اگر تقسیم لازم ہے، مری تکمیل بھی کرنا
مرے حصّے کی دھرتی پر تمہارا آسماں کیوں ہو

کہاں لے جائیں اس موہوم سی موجِ تبسم کو
ہماری خوش گمانی سے تم اتنے بدگماں کیوں ہو

ہمیں منزل بہ منزل راستوں کی دھول ہونا ہے
کوئی آرام دہ لمحہ متاعِ کارواں کیوں ہو

یہ بہتر ہے کہ میں خود راہ کی دیوار بن جاؤں
کوئی بھی دوسرا حائل ہمارے درمیاں کیوں ہو

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

ہمیں کچھ کام ایسے پڑ گئے ہیں
دیئے گھر کے بجھانے پڑ گئے ہیں

یہ گھر والوں کی سوچوں کا اثر ہے
کہ دیواروں میں رخنے پڑ گئے ہیں

پڑی ہے گردِ وقتِ بے اماں کی
ترے سب رنگ پھیکے پڑ گئے ہیں

میں اپنی بات کہہ کر چپ کھڑا ہوں
اور اس کے ہونٹ نیلے پڑ گئے ہیں

وہ اتنا بڑھ گیا اپنی انا میں
در و دیوار چھوٹے پڑ گئے ہیں

ہمیں خود بھی نہیں معلوم شاید
ہم اِس الجھن میں کیسے پڑ گئے ہیں

میں ان سے بھاگتا پھرتا ہوں عادلؔ
سفر کچھ ایسے پیچھے پڑ گئے ہیں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# آصف شفیع

مکینیکل انجینئر ہیں۔ تنقید کے میدان میں بہت کم وقت
میں اپنی قابلیت کا لوہا منوانے میں کامیاب رہے ہیں ان کی کتاب "
سعداللہ شاہ فکر و فن کے آئینے میں" حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔

انجینئرنگ یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے شعرا کا زیر نظر
انتخاب انہی کی تحریک پر مرتب ہوا۔

آصف شفیع اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں یکساں سہولت
کے ساتھ شعر کہتے ہیں۔ روزنامہ "خبریں" کے لیے قطعہ نگاری اور کالم
نویسی بھی ان کا حوالہ ہیں۔ ان کی تخلیقات مختلف ادبی رسالوں میں شائع
ہوتی رہتی ہیں۔

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

جو چُنے جاتے ہیں دیواروں کے بیچ
ہم بھی ہیں ایسے ہی کرداروں کے بیچ

دل کی دنیا منجمد ہونے لگی
اشک ٹپکے سُرخ رخساروں کے بیچ

حُسن کی معراج ہے شاید یہی
ایک یوسفؑ سو خریداروں کے بیچ

اپنے ہاتھوں میں نہیں پتوار بھی
اور کشتی آ گئی دھاروں کے بیچ

آدمیّت آج بھی مفقود ہے
آج بھی انسان ہے غاروں کے بیچ

پھر تو پسپائی مقدّر جانئے
پھوٹ جب پڑ جائے سالاروں کے بیچ

زندگی اپنی ہے آصفؔ اک پتنگ
جو اُلجھ کے رہ گئی تاروں کے بیچ

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

گزرتے موسموں کی یاد کو زنجیر کر لیتے
اگر ہم روز و شب کی ڈائری تحریر کر لیتے

محبّت نفرتوں کے دور میں بھی یوں نہ کم ہوتی
اگر کچھ لوگ ہی کردار کی تعمیر کر لیتے

ہمیں ہے عُمر اپنی بیتنے کا دکھ فقط اتنا
تمہارا پھول سا چہرہ تو ہم تصویر کر لیتے

چلو اچھّا ہوا اپنی محبت کھُل گئی سب پر
وگرنہ لوگ جانے ہم سے کیا تعبیر کر لیتے

تمہارے یوں بچھڑنے کا مداوا ہو بھی سکتا تھا
ذرا جو تم ٹھہر جاتے، کوئی تدبیر کر لیتے

ہماری خواہشوں کی خود بخود تکمیل ہو جاتی
ہم اپنی ذات کو آصفؔ اگر تسخیر کر لیتے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

دستِ قدرت کا اشارا اور ہے
اب مقدّر کا ستارہ اور ہے

ختم ہوتی ہی نہیں ہے یہ زمیں
آسماں کا بھی کنارا اور ہے

ہم اُسے کب کے بھلا دیتے، مگر
بھول جانے میں خسارہ اور ہے

آنکھ سے آنسو کبھی بہتے نہیں
میرے غم کا استعارہ اور ہے

دست و بازو آزماتے اور بھی
کیا خبر تھی ایک دھارا اور ہے

تلخ لمحے اب بھی میرے ساتھ ہیں
یادِ ماضی کا سہارا اور ہے

شہر بھر کے لوگ تھے حق میں مرے
آج لیکن شہر سارا اور ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

دشمنی میں میرے دشمن آشیاں تک لے گئے
جو شجر مسکن تھا اسکی ٹہنیاں تک لے گئے

کوچۂ امکاں میں ایسے وقت کے دھارے چلے
شہر والوں کے لبوں سے شوخیاں تک لے گئے

کس طرح کے کھیل تم نے ہم سے کھیلے پیار میں
سطحِ دل سے خدشۂ سود و زیاں تک لے گئے

پنسلوں اور کاپیوں سے بات چل نکلی، تو پھر
ایک دن اس کیلئے ہم چوڑیاں تک لے گئے

تند طوفاں پیار کے ساگر میں آئے اس طرح
دل کے ساحل سے یقیں کی سیپیاں تک لے گئے

معتبر کتنا تھا وہ جب یہ پتا ان کو چلا
لوگ آصف میرے دل کی کرچیاں تک لے گئے

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

حُسن کو محبت کی اِک کتاب کیا دیتا
جس کے پاس کانٹے تھے وہ گلاب کیا دیتا

بات ہی کچھ ایسی تھی، ہو سکی نہ جو ہم سے
ہم سوال کیا کرتے وہ جواب کیا دیتا

ہر قدم پہ یاد اُس کی ہم سفر رہی میری
ایک ایک لمحے کا میں حساب کیا دیتا

دل میں تیری چاہت کا عکسِ معتبر جو تھا
روشنی مرے گھر کو آفتاب کیا دیتا

اُس سے آرزوئے وصل ایک بھول تھی اپنی
وہ تو خواب تھا آصفؔ، اور خواب کیا دیتا

میرا سائباں آصفؔ کرب کا سمندر تھا
درد کی صدا بھی میں زیرِ آب کیا دیتا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

رابطے آنکھ سے آنکھ کے ہوگئے
اس طرح پیار کے سلسلے ہوگئے

بن سنور کے وہ جب آگیا خوبرو
شہر میں چار سُو حادثے ہوگئے

لوگ جو بھی کہیں اس سے کیا ہے غرض
اُن کا میں ہوگیا وہ مرے ہوگئے

سوچتے ہیں سبھی وقت کی قید میں
اِس برس کتنے ہی سانحے ہوگئے

غم کی پرکار گردش میں ایسے رہی
چار سُو درد کے دائرے ہوگئے

جب خیالِ دگر درمیاں آگیا
سوچ کے مختلف زاویے ہوگئے

لاج آصفؔ مرے نام کی رہ گئی
نامور وہ مرے نام سے ہوگئے

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

تُو بھی ایسے جیسے خواب
کیسے ہوں پھر پورے خواب

میری چیزیں واپس کر دو
دھڑکن، آنسو، ٹوٹے خواب

ہر اِک کی ہے اپنی دنیا
ہر اِک کے ہیں اپنے خواب

میری آنکھ میں آکر سمٹے
دنیا میں تھے جتنے خواب

عُمر یونہی تو بیت گئی ہے
گنتے گنتے لمحے، خواب

جن کی ہم نے پوجا کی تھی
چہرے اب وہ ہو گئے خواب

آصفؔ کس کے نام کروں میں
اپنی راتیں، اپنے خواب

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

سبھی اپنے نشاں کھوئے ہوئے ہیں
نہ جانے ہم کہاں کھوئے ہوئے ہیں

اُدھر طوفان کے آثار گہرے
اِدھر ہم بادباں کھوئے ہوئے ہیں

ہمیں اپنا ستارہ ڈھونڈنا ہے
فلک کے درمیاں کھوئے ہوئے ہیں

عجب صحرا ہے یہ دنیا، جہاں پر
وفا کے کارواں کھوئے ہوئے ہیں

ہمیں اُس شہر کے جلوے دکھاؤ
کہ جس میں سب جہاں کھوئے ہوئے ہیں

ہمارے پاس لفظوں کے گُہر ہیں
مگر طرزِ بیاں کھوئے ہوئے ہیں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

فیصلہ یہ لکھا ہے لوحِ وقت پر آصفؔ
ہم پہ ہوگیا لازم پیار کا سفر آصفؔ

وہ اگر حسیں ہے تو، اپنی بھی انا ہے کچھ
ہم بھی روٹھ جائیں گے اس کی طرز پر آصفؔ

دل میں جو بسا تھا وہ شخص جا چکا کب کا
زیست اپنی اس کے بن کیسے ہو بسر آصفؔ

قافلے بہاروں کے تیرے ہم سفر ٹھہریں
وصل کے زمانوں سے اس طرح گزر آصفؔ

میں نے کہکشاؤں میں راستے بنائے ہیں
میرے دل کی دنیا کی اُس کو کیا خبر آصفؔ

نفرتوں کی دنیا سے، دُور اُن خلاؤں میں
اپنی ایک دنیا ہو، اپنا ایک گھر آصفؔ

ہم کبھی نہیں ہارے، حادثاتِ دنیا سے
ہم نے وقت کاٹا ہے یونہی بے خطر آصفؔ

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# سلیم ساگر

فائنل ایئر مکینیکل انجینئرنگ کے طالب علم ہیں شاعر اور مقرر کے طور پر معروف ہیں۔ ڈبیٹنگ سوسائٹی اور لٹریری سوسائٹی کے سینئر رکن ہیں۔ لریکل فورم کے موجودہ صدر ہیں متعدد آل پاکستان تقریری مقابلوں میں انعامات حاصل کر چکے ہیں۔

ان کی نگارشات "فنون" "ارتکاز" "تخلیق" "تجدید نو" جیسے بلند پایہ ادبی رسائل میں شائع ہو چکی ہیں۔

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

—

○

سبک رفتار لمحوں کی حدیں ترتیب دیتا ہوں
سحر کے سانس گنتا ہوں، شبیں ترتیب دیتا ہوں

مرے لوگوں کی فطرت میں یزیدی وصف شامل ہے
وہی مجھ کو مٹاتے ہیں جنہیں ترتیب دیتا ہوں

خزاں نے خشک پتوں میں صدائیں بانٹ رکھی ہیں
میں ان کی سرسراہٹ سے دُھنیں ترتیب دیتا ہوں

تجھے سوچوں تو پہلو سے سرک جاتا ہے دل میرا
سو دل پر ہاتھ رکھ کر دھڑکنیں ترتیب دیتا ہوں

میں آبِ زر سے لکھتا ہوں تمہارا نام شعروں میں
سنہرے حرف بُنتا ہوں تمہیں ترتیب دیتا ہوں

نظر ملتے ہی تجھ سے بھول جاتا ہوں جو چال اپنی
بصد مشکل میں پھر سے آہٹیں ترتیب دیتا ہوں

میں پہناتا ہوں لفظوں کو معانی کی قبا ساگرؔ
غزل کہتا ہوں ان کی حُرمتیں ترتیب دیتا ہوں

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

مِلو ایسے کہ پھر تعزیر بھی افلاک سے آئے
تمہاری خاک کی خوشبو ہماری خاک سے آئے

مِلو ایسے کہ پیراہن میں سوئی سلوٹیں جاگیں
مِلو ایسے کہ ملنے کی سند پوشاک سے آئے

مِلو ایسے کہ آئندہ صلوٰۃِ عشق واجب ہو
یہ وحیِ دینِ دل اپنے دلِ بیباک سے آئے

مِلو ایسے کہ ڈھل جائیں اکائی میں بدن اپنے
مرا آنسو تمہارے دیدۂ نمناک سے آئے

ہوں اپنی تاب سے بڑھ کر جہانِ فکر میں غلطاں
نئی تہذیب میں جدّت مرے ادراک سے آئے

زمانے بھر میں یکتا ہے فنِ کوزہ گری، اپنا
کچھ ایسے نقش بن بن کر ہمارے چاک سے آئے

مرا معیارِ غم کیا ہے کہ لطف جانکنی ساگر
جگر کے زخم سے پہنچے نہ دل کے چاک سے آئے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

مرے وہم و گماں سے بھی زیادہ ٹوٹ جاتا ہے
یہ دل اپنی حدوں میں رہ کے اتنا ٹوٹ جاتا ہے

میں رووٴں تو در و دیوار مجھ پر ہنسنے لگتے ہیں
ہنسوں تو میرے اندر جانے کیا کیا ٹوٹ جاتا ہے

میں جس لمحے کی خواہش میں سفر کرتا ہوں صدیوں کا
کہیں پاوٴں تلے آ کر وہ لمحہ ٹوٹ جاتا ہے

مرے خوابوں کی بستی سے جنازے اٹھتے جاتے ہیں
مری آنکھیں جسے چھولیں وہ سپنا ٹوٹ جاتا ہے

نجانے کتنی مدت سے ہے دل میں یہ عمل جاری
ذرا سی ٹھیس لگتی ہے ذرا سا ٹوٹ جاتا ہے

دلِ ناداں! ہماری تو نمو ہی نامکمل تھی
تو حیرت کیا جو بنتے ہی ارادہ ٹوٹ جاتا ہے

مقدّر میں مرے ساگرؔ شکست و ریخت اتنی ہے
میں جس کو اپنا کہہ دوں وہ ستارا ٹوٹ جاتا ہے

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

حجاب آمیز آنکھوں میں دیئے جب وہ جلاتے ہیں
فلک پر احتراماً بھی ستارے ٹوٹ جاتے ہیں

ہوا میں اپنے لہجے کا ترنّم گھولنے والے!
تری پلکوں پہ کچھ لمحے ہمارے گنگناتے ہیں

مرے کاندھوں پہ ڈھلکا تھا کبھی وہ مہرباں آنچل
ابھی تک میرے پہلو میں ستارے جھلملاتے ہیں

ہماری طاقتِ پرواز بھی کم پڑتی جاتی ہے
وہاں پھر جا نہیں سکتے جہاں سے لوٹ آتے ہیں

کسی کی نیم وا آنکھیں مجھے تحریک دیتی ہیں
تبسّم آفریں لہجے غزل کہنا سکھاتے ہیں

ہوئی مدّت کہ دشتِ عشق سے ہم لوٹ بھی آئے
ترے ٹوٹے ہوئے وعدے ابھی تک یاد آتے ہیں

وہاں تک لے گئی مجھ کو مری پاگل انا ساگرؔ
جہاں جا کر مقدّر کے ستارے ٹوٹ جاتے ہیں

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

یہ دنیا تھی تماشا دیکھنے کو
سو میں کچھ دیر ٹھہرا دیکھنے کو

مری آنکھوں سے بہتا جا رہا ہے
کوئی دریا کنارا دیکھنے کو

کوئی شیریں ابھی تک جی رہی ہے
مرے ہاتھوں میں تیشہ دیکھنے کو

مرے دل میں سمندر جھانکتے ہیں
مری موجِ تمنّا دیکھنے کو

مرے چہرے پہ صدیاں جم گئی تھیں
میں تجھ سے کیسے کہتا دیکھنے کو

مرا دشمن کئی صدیاں جیے گا
مجھے مٹّی میں ملتا دیکھنے کو

میں خود سے بھاگتا پھرتا ہوں ساگرؔ
خود اپنا ہی تماشا دیکھنے کو

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

جب آسمانِ شب پہ ستارے بکھر گئے
ہم لوگ اضطراب کے مارے بکھر گئے

اس آنکھ کو تو زعم تھا ضبطِ فراق کا
اُمڈا جو سیلِ اشک کنارے بکھر گئے

میرا تو کچھ نہیں گیا رونے کے باوجود
آنکھوں میں میری عکس تمہارے بکھر گئے

میرے بدن میں زلزلے ایسے بپا ہوئے
آنکھوں میں جتنے خواب تھے سارے بکھر گئے

بکھری تلاشِ رزق میں اک بزمِ دوستاں
سب ہی مری نگاہ کے پیارے بکھر گئے

شاید تمہاری مانگ میں اتری ہے کہکشاں
شاید تمہاری زلف میں تارے بکھر گئے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

میرے اندر کوئی دیوار گرا دیتی ہے
یاد تیری مری بنیاد ہلا دیتی ہے

خواب بنتے ہیں، بگڑتے ہیں، بکھر جاتے ہیں
آنکھ جلتی ہے، ٹپکتی ہے، بھُلا دیتی ہے

مرے اشکوں میں جو یہ راکھ کی آمیزش ہے
مرے اندر کسی شعلے کا پتا دیتی ہے

جسم جلتا ہے تری یاد فنا کرنے کو
راکھ اڑ کر تری تصویر بنا دیتی ہے

میں اُسی غول کا طائر ہوں اے صیّاد جنہیں
پر شکستہ ہوں تو پرواز مزا دیتی ہے

کرتا رہتا ہوں میں ساحل پہ تری خاکہ گری
لہر آتی ہے کوئی انگ مٹا دیتی ہے

اک بھروسہ ہے کہ ہوں رحم و کرم پر اس کے
ورنہ مجھ کو مری تقدیر بھی کیا دیتی ہے

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

ایک رسمِ وفا نہیں بھولے
ورنہ ہم لوگ کیا نہیں بھولے

ایک حد تک بھلا دیا تجھ کو
ایک حد تک ذرا نہیں بھولے

سانس لینا بھی بھول سکتے تھے
پر بنامِ انا نہیں بھولے

یاد پڑتا نہیں کہ ہم تجھ کو
بھول بیٹھے ہیں یا نہیں بھولے

آج برسوں کے بعد یاد آیا
ہم تو تجھ کو ذرا نہیں بھولے

لاکھ رکھے نہ مستجاب اس کو
ہم بھی حرفِ دعا نہیں بھولے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

وفورِ جانکنی صحرا، دریدہ دامنی صحرا
ہے دونوں کے توسّط سے ہماری زندگی صحرا

مرے اندر حدِ معلوم تک صحرا ہی صحرا ہے
کہ اس سے آ کے ملتے ہیں تمہارے بھی کئی صحرا

ہماری کم نگاہی نے کیا ہے اِکتفا ورنہ
دلِ زندہ کی وسعت سے نکلتے اور بھی صحرا

دہکتی، چلچلاتی آ لگی لب سے دمِ بوسہ
وہ لُو موجِ تنفّس کی جو مجھ کو کر گئی صحرا

مجھے بس ایک بوسے کی دیا پر ٹالنے والے!
مرے ہونٹوں کو چھو کر مانگتے ہیں تشنگی صحرا

ہم اک دشتِ محبت سے متاعِ بے بہا لائے
نظر میں مستقل پانی، دلوں میں دائمی صحرا

ہمارا حال مت پوچھو کہ ہیں عشقِ دروں سے ہم
کبھی شاعر، کبھی جوگی، کبھی ساگر، کبھی صحرا

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

# شاہد فرید شاہد

فائنل ایئر سول انجینئرنگ کے طالب علم ہیں شاعری ان کی پہچان ہے۔ لریکل فورم کے صدر رہ چکے ہیں۔ لٹریری سوسائٹی کے سرگرم رکن ہیں ان کی تحریریں ادبی رسائل میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

کس قدر ہے مہیب، سنّاٹا
خواہشوں کا عجیب سنّاٹا

زرد رت کا خراج ہے پت جھڑ
وحشتوں کا نقیب سنّاٹا

ہے مجھے پیار اُجڑے موسم سے
چاہتا ہوں قریب سنّاٹا

میں کہ تنہا، اداس، آوارہ
میرا ہمدم، حبیب، سنّاٹا

تم مسافر بہار رستوں کے
میری منزل صلیب، سنّاٹا

چاندنی رات کہہ گئی شاہدؔ
رَت جگوں کا نصیب سنّاٹا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

کوئی بچ نہیں پاتا ایسا جال بُنتے ہیں
کیسے کیسے قصےّ یہ ماہ و سال بُنتے ہیں

جانے کتنی صدیوں سے، ہر برس خزاں رُت میں
خشک پتےّ دھرتی پر زرد شال بُنتے ہیں

آج کل نجانے کیوں ذہن پر تناؤ ہے
ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے جو خیال بُنتے ہیں

شہر والے پوچھیں گے کچھ سبب جدائی کا
گھر کے خالی کونے بھی کچھ سوال بُنتے ہیں

ہجر کے مناظر کو بھولنا ہی بہتر ہے
پیار کی طنابوں سے پھر وصال بُنتے ہیں

حلقۂ محبتّ میں جو نظیر بن جائے
آؤ ہم وفاؤں کی وہ مثال بُنتے ہیں

اب پرانی باتوں کو کیا کریدنا شاہدؔ
ماضی سے الگ ہو کر اپنا حال بُنتے ہیں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

خوف کا کیسا یہ ہالا پڑ گیا ہے
شہر کے ہر در پہ تالا پڑ گیا ہے

اُس نے چومیں تھیں، مری پتھرائی آنکھیں
اُس کے ہونٹوں پر بھی چھالا پڑ گیا ہے

رات کے تارے بھی مدھم ہیں دھوئیں سے
صبح کا بھی رنگ کالا پڑ گیا ہے

اب تو یادیں بھی نہیں دیتی ہیں دستک
ذہن و دل پر جیسے جالا پڑ گیا ہے

جس کا کچھ تریاق بھی شاہدؔ نہیں ہے
اب کے ایسے غم سے پالا پڑ گیا ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

محبت کا کوئی قصہ سنانے بیٹھ جاتے ہیں
کسی چوپال میں جب کچھ سیانے بیٹھ جاتے ہیں

سرِ محفل تو دنیا داری کو ہنسنا بھی پڑتا ہے
اکیلے ہوں تو پھر آنسو بہانے بیٹھ جاتے ہیں

محبت نفرتوں کی بھیڑ میں دم توڑ دیتی ہے
کہ دریاؤں کی مٹی میں خزانے بیٹھ جاتے ہیں

کبھی خط لکھنے کی خواہش ابھرتی ہے اگر دل میں
بِنا لکھّے ہوئے کاغذ جلانے بیٹھ جاتے ہیں

میں خوابوں کے محل تعمیر کرتا ہوں مگر جاناں
نئے تعمیر کرتا ہوں، پرانے بیٹھ جاتے ہیں

سدا رسوائیاں ملتی ہیں ان کو سوچ لو شاہدؔ
سبھی کو دل کی باتیں جو بتانے بیٹھ جاتے ہیں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

زندگی کی کبھی تکمیل نہ ہو پائے گی
اپنی قسمت کبھی تبدیل نہ ہو پائے گی

اس لیے دور رہے تجھ سے کہ اے حاکمِ وقت!
تیرے ہر حکم کی تعمیل نہ ہو پائے گی

وہ اگر پوچھیں گے تاخیر سے آنے کا سبب
پیش ہم سے کوئی تاویل نہ ہو پائے گی

وقت مرہم سہی پر ساغرِ دوراں میں فریدؔ*
یاد تیری کبھی تحلیل نہ ہو پائے گی

تو سدا عہدِ گذشتہ میں رہے گا شاہدؔ
سوچ تیری کبھی تبدیل نہ ہو پائے گی

* والد محترم ملک غلام فرید مرحوم

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

آندھیوں میں چراغ جلتا رہا
کاروانِ حیات چلتا رہا

تیری یادوں کی جھیل میں میری
عمر کا آفتاب ڈھلتا رہا

تو رہا مطمئن بچھڑ کر بھی
آتشِ ہجر میں، میں جلتا رہا

مجھ کو مارا مرے عزیزوں نے
میرا دشمن تو ہاتھ ملتا رہا

رات بھر جاگتا رہا شاہدؔ
اپنے خوابوں کو یوں مسلتا رہا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

غم کا کوئی تو حل تلاش کریں
خواب صورت محل تلاش کریں

نفرتوں کے اجاڑ موسم میں
پیار کا کوئی پل تلاش کریں

پیاس اگنے لگی ہے بستی میں
تشنہ لب لوگ جل تلاش کریں

کتنے پاگل ہیں میرے شہر کے لوگ
بانجھ موسم میں پھل تلاش کریں

تلخ ماضی کو بھول کر شاہدؔ
حال میں اپنا کل تلاش کریں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

پھر سرِ رہگذار بانٹ دیا
کارواں نے غبار بانٹ دیا

اس نے اپنی حسین آنکھوں سے
بادۂ خوشگوار بانٹ دیا

خوف میں لپٹے ایک منظر نے
شہر میں اضطرار بانٹ دیا

مے ندارد تھی، چشمِ ساقی نے
میکشوں میں خمار بانٹ دیا

جو ملا تھا ہمیں وراثت میں
ہم نے بچّوں میں پیار بانٹ دیا

بے وفائی کے تیر نے شاہدؔ
ذہن و دل میں فشار بانٹ دیا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

آیا ہے کہیں سے نہ کوئی گھر سے گیا ہے
"دروازہ فقط تیز ہواؤں سے کھلا ہے"

اس دشت کا ہر خار نہیں خارِ مُغیلاں
اس راہ میں ہر شخص کہاں آبلہ پا ہے

اُس شہر کی گلیوں میں سدا خاک اُڑے گی
جس شہر کے دستور میں ہر ظلم رَوا ہے

میں کب سے ہوں اندیشۂ فردا میں معلّق
اور سامنے حالات کا بے سمت خلا ہے

اب تک تو میں نفرت کی چتاؤں میں جلا ہوں
یوں اپنے لیے پیار کا احساس نیا ہے

گھر میں جو اندھیرا ہے مسلّط مرے شاہدؔ
یہ اپنے مقدّر سے الجھنے کی سزا ہے

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

# عبدالرزاق ایزد

یونیورسٹی میں فائنل ائیر سول انجینئرنگ کے

طالب علم ہیں۔ شاعری میں ایک جداگانہ رنگ رکھتے ہیں۔ لٹریری

سوسائٹی کے رکن ہیں۔ ادبی رسائل میں چھپتے رہتے ہیں۔

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

سایۂ فکر کسی فن کا اُجالا پہنے
مری پہچان بھی کوئی تو حوالہ پہنے

اوڑھ لے لُو کی قبا گرمیوں میں طفلِ غریب
اور جاڑے کے شب و روز میں پالا پہنے

پھر نہ مکڑی کی طرح اس سے رہا ہو پائے
جب کوئی قلب ترے شوق کا جالا پہنے

ہو ہی جائے گا وہ پڑھنے پہ کبھی آمادہ
ٹائٹل 'روز نیا' دل کا 'رسالہ' پہنے

پاؤں جب گردِ مسافت میں نہا لے ایزدؔ
اپنے اجلے ہوئے تن پر کوئی چھالہ پہنے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

دھیان کی سیڑھی پہ چڑھ کر کہکشاں کو چھو لیا
روشنی کی کھوج میں یوں آسماں کو چھو لیا

لفظ کو معنی کے تابندہ جہاں ملتے گئے!
سوچ کی وسعت نے حدِ بیکراں کو چھو لیا

کیسے کیسے راگ اور نغمے فضا میں گم ہوئے
درد کی انگلی نے جب بھی تارِ جاں کو چھو لیا

اب وجودِ ناتواں میں ایک پگھلاہٹ سی ہے
موم دل نے چاہتِ شعلہ رُخاں کو چھو لیا

روشنی پھوٹی ہے فوّارے کی صورت چارسُو
جب لہو کی موج نے نوکِ سناں کو چھو لیا

اس قدر سوچا تجھے کہ آنکھ پتھر ہوگئی
اس قدر چاہا تجھے کہ لامکاں کو چھو لیا

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

جھیل میں اب وہ روشن سا گرداب کہاں سے لائیں
فلک ہی سر سے غائب ہے مہتاب کہاں سے لائیں

اب تو خود تعبیر بھی آکر واپس مڑ جاتی ہے
نیند آنکھوں سے اڑ جائے تو خواب کہاں سے لائیں

ہجرت کے موسم سے پہلے بن کتنا سندر تھا
لیکن اب وہ پتّوں کا مضراب کہاں سے لائیں

ہم مزدوروں کی بستی کے باسی سوت ہی پہنیں
آپ کی خاطر ریشم اور کمخواب کہاں سے لائیں

مانا اب ہے درد پرانا کافی بوڑھا لیکن
رستم کو جو مار سکے سہراب کہاں سے لائیں

ہم بھی تو انسان ہیں ایزد دنیا کچھ تو سوچے
اتنے سارے دکھ سہنے کی تاب کہاں سے لائیں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

خلا کے حادثے ہیں دُوربین کی زد میں
تو کیا نہیں ہے زمیں کے مکین کی زد میں

تمہارا قرب مری سوچ سے بھی بالا تھا
گمان آگیا لیکن یقین کی زد میں

یہ آسمان کی گردش بتا رہی ہے ہمیں
کہ آنے والا ہے سب کچھ زمین کی زد میں

دماغ جان گیا ہے کہ اس کا چلنا بھی
ہے خون بھیجنے والی مشین کی زد میں

تمہارے ہونٹ کی تشبیہہ ڈھونڈنے نکلا
کہ ذہن آگیا فکرِ مہین کی زد میں

کہیں بھی کوئی تغیّر نہیں رہا ایزد
ہم آگئے ہیں یہ کیسی روٹین کی زد میں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

اس کا یہ فیصلہ بھی ہے اپنی جگہ درست
میرا نہ ماننا بھی ہے اپنی جگہ درست

دل کو یقین بھی ہے کہ ایسا تو وہ نہیں
لیکن یہ واقعہ بھی ہے اپنی جگہ درست

پھر بھی کوئی تو آخری حد ہونی چاہیئے
بے طرح چاہنا بھی ہے اپنی جگہ درست

کچھ میرے اختیار کی مجبوریاں بھی دیکھ
تیرا مطالبہ بھی ہے اپنی جگہ درست

میری گزارشات پہ بھی کچھ تو غور کر
مانا ترا گلہ بھی ہے اپنی جگہ درست

گر کچھ نہیں تو موم کے جسموں کا آجکل
سورج سے رابطہ بھی ہے اپنی جگہ درست

مت ہو قریب آنکھ کے دھندلا سا جائے گا
تھوڑا سا فاصلہ بھی ہے اپنی جگہ درست

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

ایک چھوٹی سی گزارش ہے جنابِ عالی
اک ملاقات کی خواہش ہے جنابِ عالی

ہم غریبوں کو جو نوکر ہی سمجھ لیں اپنا
آپ کی عین نوازش ہے جنابِ عالی

کل جہاں آپ تھے اب ہم ہیں تو حیرت کیسی
یہ تو حالات کی گردش ہے جنابِ عالی

ہم کہاں اتنی عنایات کے قابل ٹھہرے
یہ تو سب آپ کی بخشش ہے جنابِ عالی

اب نہ مانو گے تو پھر میں بھی نہیں بولوں گا
یہ مری آخری کوشش ہے جنابِ عالی

وہ کہاں چاہتا تھا ترکِ مراسم ایزدؔ
یہ تو دنیا کی ہی سازش ہے جنابِ عالی

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

حدّت بڑھی جو شوق کی جذبہ ابل پڑا
آتش فشانِ ذات سے لاوا ابل پڑا

ممتا کے اضطراب میں طاقت عجیب تھی
بچّے کی پیاس دیکھ کے چشمہ ابل پڑا

ایسی تپش تھی درد کے سورج کی دھوپ میں
صحرائے ذات کا ہر اک ذرہ ابل پڑا

دیکھا ہے تیرے شوق کی بھٹّی میں ڈال کر
کیسے پگھل کے جسم کا لوہا ابل پڑا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

کسی کی یاد میں ڈوبا ہوا دل
زمانے بھر سے بیگانہ ہوا دل

تجھے ہی دے دیا ہے اے مسیحا!
تری کوشش سے جو اچھا ہوا دل

ترے غم کی اماں میں آگیا ہے
تری چوکھٹ سے ٹھکرایا ہوا دل

مجھے تو درد کی خوشبو عطا کر
تجھے دوں گا میں اک مہکا ہوا دل

وہ سالم آرزوئیں لے گیا ہے
ہمیں دے کر یہ اک ٹوٹا ہوا دل

یہی اپنا اثاثہ تھا، یہی ہے
ردائے شوق میں لپٹا ہوا دل

نہیں لیتا ہے کچھ بدلے میں ایزد
کسی من موہ پر آیا ہوا دل

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

ایک سے تھا ایک بڑھ کر، کیا سے کیا
تم نے دکھلائے ہیں منظر کیا سے کیا

زندگی کی جنگ ہم لڑتے گئے
معرکے کرتے گئے سر، کیا سے کیا

ایک چنگاری ہوا سے مل گئی
اور پھر جلتے رہے گھر، کیا سے کیا

ہم کو دریاؤں سے مت خائف کرو
ہم نے دیکھے ہیں سمندر کیا سے کیا

غم کا دریا پار کر کے سوچنا
اِس میں ڈوبے ہیں شناور کیا سے کیا

اک ترے لہجے میں دی ہم نے صدا
اور پھر کھُلتے گئے در کیا سے کیا

گردشِ افلاک! کیا کہنے ترے
ہو گئے رنگین پیکر، کیا سے کیا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# محمد نصراللہ نصر

تھرڈ ائیر کیمیکل انجینئرنگ کے طالب علم ہیں

یونیورسٹی شاعر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ لریکل فورم اور لٹریری سوسائٹی کے رکن ہیں۔ ماہنامہ "اردو ڈائجسٹ" کے سب ایڈیٹر ہیں۔ ان کی نگارشات مختلف اخبارات و رسائل میں چھپتی رہتی ہیں۔

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

چاہت کے حادثات پہ قربان ہو گئی
میری انا بھی اس کی ثنا خوان ہو گئی

دیکھو کہ آشیانۂ دل کتنی دیر ہے!
برق و شرر کی راہ تو آسان ہو گئی

پوچھو نہ میرے عالمِ حیرت کی شدّتیں
حیرت بھی مجھ کو دیکھ کے حیران ہو گئی

کرتی ہے سوچ کے نادانیاں نئی
کیا دل کے ساتھ عقل بھی نادان ہو گئی

ان خواہشوں کے سامنے دل کی بساط کیا
وحشت بھی جن کی تابعِ فرمان ہو گئی

اس سے بچھڑ کے سارے تعارف ہی مٹ گئے
ہم سے ہماری آنکھ بھی انجان ہو گئی

بھر آئی آنکھ آج تو نصرؔ اس کی بات پر
شاید مجھے بھی درد کی پہچان ہو گئی!

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

بعد مدت کے بھی خفا ہے تُو
بے وفا گر نہیں تو کیا ہے تُو

اپنی خوشبو پہ غور کر شاید!
مجھ سے پہلے کہیں ملا ہے تُو

میں وہ خوشبو بھرا بدن ہوں جسے
چھو کے مہمیز ہو گیا ہے تُو

سر چڑھایا تجھے خلاؤں نے
ورنہ کیا ہے، فقط ہوا ہے تُو

آ لپٹ جا بھلا کے سب جھگڑے
پھول ہوں میں وہی صبا ہے تُو

میری خوشبو کا پھر امیں ہو جا
کن ہواؤں میں کھو گیا ہے تُو

باوفاؤں سے پھر بھی بہتر ہے
نصرؔ جتنا بھی بے وفا ہے تُو

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

خاموش چاہتوں کے تقاضے کچھ اور تھے
الفت بھرے لبوں کے تقاضے کچھ اور تھے

دل نے بس ایک آہ کی، خاموش ہو گیا
غافل سماعتوں کے تقاضے کچھ اور تھے

دل تھا کہ، اس سے صلح پہ مائل رہا مگر
ماضی کی تلخیوں کے تقاضے کچھ اور تھے

صحرا کی تشنگی پہ ہوئے ابر اشکبار
کم ظرف بادلوں کے تقاضے کچھ اور تھے

سورج بھی مل رہے تھے طلبگار کو مگر
وقتِ عطا شبوں کے تقاضے کچھ اور تھے

تاریکیوں میں آئینے سچ بولتے نہیں
حالانکہ ظلمتوں کے تقاضے کچھ اور تھے

سارے جہاں کو نصر تھا سورج کا انتظار
تاروں کی محفلوں کے تقاضے کچھ اور تھے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

غم کے صحرا میں ترا پیار ہے بادل کی طرح
تُو مری راحتِ جاں آج بھی ہے کل کی طرح

تیری آنکھیں مری سوچوں کے سرابوں کا علاج
تیری پلکیں مری الجھن کے حسیں حل کی طرح

دل کی خوشبو سے پشیماں ہیں چمن کے غنچے
جسم سلگا ہے ترے پیار میں صندل کی طرح!

منتظر چاند کی ہیں سارے جہاں کی نظریں
یہ پڑا ہے تری دہلیز پہ پاگل کی طرح!

میں نے کب تیری محبت کا کیا ہے چرچا
حرف کھنکے ہیں تری یاد میں پایل کی طرح

ہم نے خود ہجر کے لمحوں کو طوالت دی ہے
ہم اگر چاہیں تو کٹ سکتے ہیں اک پل کی طرح

چاند بھی نصؔر کے سینے کی طرح چھلنی ہے
کروٹیں اس کا مقدر بھی ہیں گھایل کی طرح

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

اشک ہر آنکھ میں پلنے کا ہنر جانتے ہیں
جو افق بھی ہو یہ ڈھلنے کا ہنر جانتے ہیں

خواب تاریکی میں جلنے کا ہنر جانتے ہیں
رات کو دن میں بدلنے کا ہنر جانتے ہیں

ایک عادت سی بنا لی کہ سنبھالے کوئی
ورنہ ہم خود بھی سنبھلنے کا ہنر جانتے ہیں

کون جانے کہ چلے آتے ہیں جو کانٹوں پر
کہکشاؤں پہ ٹہلنے کا ہنر جانتے ہیں

ان کے دامن میں بھی شعلے ہیں پہاڑوں کی طرح
دل مگر آگ اگلنے کا ہنر جانتے ہیں!

بے وفائی میں مگن ہے وہ، اُسے کیا معلوم
ہم بھی اس راہ پہ چلنے کا ہنر جانتے ہیں

ہم ہوئے نصرؔ محبت کے پجاری ورنہ
اپنے جذبات کچلنے کا ہنر جانتے ہیں

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

جو ادھوری رہ گئیں ان خواہشوں کی بات کر
ہم سے کیا نسبت تجھے، اپنے دکھوں کی بات کر

ڈھونڈنے نکلا ہوں تنکے آشیاں کے واسطے
تو کسی بادل سے جا کر بجلیوں کی بات کر

تو نے سیکھے ہی نہیں آداب شہر حسن کے
خوشبوؤں کا نام مت لے، مت گلوں کی بات کر!

میں کہ سورج ہوں ترے دل کا، مجھے پہچان لے
ظلمتوں کو بھول جا، مت جگنوؤں کی بات کر!

نصر ہم نے راستے چاہے سو ہم رستوں میں ہیں
جا کسی منزل زدہ سے منزلوں کی بات کر!

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

جسے تلاش کیا ہم نے، موتیوں کی طرح
وہ ہمکلام بھی سے ہے پتھروں کی طرح

وہ جس کی یاد رلاتی ہے بارشوں کی طرح
ہمیں ملا بھی تو بے فیض ساونوں کی طرح

میں انتظار میں ہوں مدتوں کی پیاس لئے
گزر گیا ہے وُہ کم ظرف بادلوں کی طرح

کوئی بتائے کہ ہے چاپ کس کے قدموں کی
جو آ رہی ہے مرے دل سے دھڑکنوں کی طرح

کسی کے خط میں لگے رس بھرے لبوں کے نقوش
میں چومتا ہوں شب و روز تتلیوں کی طرح

کبھی کبھی تو تجلّی کی تاب لا نہ سکوں
ہے میرا عکس کبھی اس میں آئنوں کی طرح

اُسی سے نصؔر نے سیکھی ہے دوستی کی زباں
ابھی ابھی جو مخاطب تھا دشمنوں کی طرح!

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

اپنے دل کی خامشی کو خامشی سمجھا نہ کر
سُن! زمانہ جو کہے لیکن کبھی سمجھا نہ کر

چاہتوں میں جو گزر جائے وہی ہے زندگی
نفرتوں کی زندگی کو زندگی سمجھا نہ کر

چوم لے، زلفوں کو بکھرائے یا آنچل کھینچ لے
بادِ شب کی سرکشی کو سرکشی سمجھا نہ کر

کیا تجھے لُٹنے سے پہلے ہم نے سمجھایا نہ تھا
تتلیوں کی دوستی کو دوستی سمجھا نہ کر

جو خزاں میں ساتھ دے، ہے درحقیقت وہ خوشی
جو بہاروں تک رہے اس کو خوشی سمجھا نہ کر

تیری بربادی کا باعث ہے ترا آئینہ پن
پتھروں کی دل لگی کو دشمنی سمجھا نہ کر

مجھ سے کل ملتے ہی یوں گویا ہوا اک اجنبی
نصؔر ہر اک اجنبی کو اجنبی سمجھا نہ کر

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

کوئی اجنبی سا خیال تھا جسے رات دن رہے سوچتے
وہ تری نظر کا کمال تھا جسے رات دن رہے سوچتے

جو زبانِ صبح نہ کہہ سکی، وہ سکوتِ شام نے کہہ دیا
بڑا مختصر سا سوال تھا جسے رات دن رہے سوچتے

بڑے بے قرار سے بام و در، تری ہر گلی ہے اداس تر
یہی تیرے شہر کا حال تھا جسے رات دن رہے سوچتے

ہوا ختم وصل کا سلسلہ، وہ بچھڑ گیا تو پتہ چلا
وہ خوشی نہیں تھی ملال تھا جسے رات دن رہے سوچتے

مرے شہرِ خواب کا ہر دیا ترے آنسوؤں نے بجھا دیا
ترا بھیگتا ہوا خال تھا جسے رات دن رہے سوچتے

کبھی رک گئے، کبھی چل دیئے، کبھی بجھ گئے، کبھی جل دیئے
ترے ہجر کا کوئی سال تھا جسے رات دن رہے سوچتے

وہ جو موج زن رہا خواب میں، پڑا نصرؔ جس کے سراب میں
وہ نہ ہجر تھا نہ وصال تھا جسے رات دن رہے سوچتے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# محمود احمد اعوان

سیکنڈ ائیر الیکٹریکل انجینئرنگ کے طالب علم ہیں۔
شاعری ان کا بنیادی حوالہ ہے۔ غزل اور نظم ہر دو اصناف میں طبع آزمائی کرتے ہیں' لریکل فورم کے موجودہ سیکرٹری ہیں۔ لٹریری سوسائٹی کے سرگرم رکن ہیں ان کی تخلیقات ادبی پرچوں میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

کچھ اس طرح سے ہوا بام و در سجا آئی
جہاں جہاں سے میں گزرا تری صدا آئی

یہی کہا تھا ذرا شمعِ غم کو گل کر دو
کبھی پلٹ کے نہ پھر میرے گھر ہوا آئی

بس ایک بار چھوا تھا کسی کے ہاتھوں نے
پھر اُس کے لمس کی خوشبو ہمیں سدا آئی

بہت ہی ناز تھا بوڑھے شجر کو پتوں پر
ہوا چلی تو وہ شاخوں کو بھی گرا آئی

ہمارے دم سے ہی منزل کے خدوخال ابھرے
ہماری خاک اڑی، راستے بنا آئی

وہی نمی جو مری آنکھ میں مقیّد تھی
تمہارے شہر کی بنیاد تک ہلا آئی

ہم ایسی نعمتِ بے جا کا کیا کریں احمدؔ
گھٹن کا دور گیا تو کہیں صبا آئی

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

بچھی ہے گھر میں مرے بحر و بر کی ویرانی
سمٹ کے آ گئی آنکھوں میں گھر کی ویرانی

ہماری آنکھ میں روشن نئی رُتوں کے خواب
ہمارے گرد ہے رقصاں نگر کی ویرانی

ابھی نہ گھر سے نکلنا اجاڑ موسم ہے
ہر ایک گام ڈسے گی سفر کی ویرانی

دل و نگاہ میں آباد تھے جہان کئی
ہمیں تو کھا گئی دیوار و در کی ویرانی

خبر نہیں کہ ملی منزلِ مراد، مگر
بڑھا کے آ گئے ہم رہگزر کی ویرانی

اسی لئے کوئی دیوار درمیاں نہ رکھی
اُدھر کے لوگ بھی دیکھیں اِدھر کی ویرانی

پرندے چھوڑ کر اس کو گئے تھے سبز، احمدؔ
انہیں دکھائیں گے کیسے شجر کی ویرانی

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

نیا طلسم، نئے دائرے تلاش کروں
تمہارے پاس رہوں فاصلے تلاش کروں

جو اس کے کوچۂ نا مہرباں کو جاتے ہیں
میں خواب میں بھی وہی راستے تلاش کروں

خود اپنے پاؤں پہ سیکھا نہیں کھڑے ہونا
میں جب گروں تو نئے آسرے تلاش کروں

خود اپنے آپ کو ڈھونڈوں ملے جو وقت کبھی
میں جن کا جزو تھا وہ قافلے تلاش کروں

وہ جن کے دم سے مری کائنات تھی رنگین
وہ رنگ اور وہی ذائقے تلاش کروں

جو کھو گئے ہیں زمانے کی گرد میں احمدؔ
کسی کی یاد کے وہ سلسلے تلاش کروں

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

○

بس اک نظر سے زمانے بدل بھی سکتے ہیں
جو گر رہے ہیں وہ خود ہی سنبھل بھی سکتے ہیں

تمہارے در سے اشارا کوئی ملے تو سہی
صبا سے تیز یہی لوگ چل بھی سکتے ہیں

اگر نصیب ہو تسخیرِ کائنات کا عزم
ہم اپنی ذات سے باہر نکل بھی سکتے ہیں

ہمارے سر پہ مسلط یہ رات کے سائے
تمہاری جنبشِ ابرو سے ٹل بھی سکتے ہیں

بس ایک موجِ تبسم سے عمر بھر کے لئے
یہ اشک بار زمانے بہل بھی سکتے ہیں

اسے کہو اسی موسم میں آ ملے احمدؔ
وگرنہ دل کے تقاضے بدل بھی سکتے ہیں

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

روشنی روشنی رہگزر
زندگی بن گئی رہگزر

اس طرح بھی چلے سلسلے
جو تھا دریا وہی رہگزر

ان کی تقدیر میں منزلیں
اپنی قسمت لکھی رہگزر

چشم در چشم رستے نئے
ہر قدم پر نئی رہگزر

منزلیں دور ہوتی گئیں
پھیلتی ہی گئی رہگزر

زرد پتے بچھے اس طرح
بن گئی اک نئی رہگزر

اب سفر ہو گیا لازمی
گھر تلک آ گئی رہگزر

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

روشنی بادلوں کی زد میں ہے
زندگی آفتوں کی زد میں ہے

کیا خبر راستے میں کیا بیتے
قافلہ رہزنوں کی زد میں ہے

سب شواہد تو ہیں مرے حق میں
فیصلہ ساعتوں کی زد میں ہے

آنچ آئے گی اب تعلّق پر
دوستی فاصلوں کی زد میں ہے

ایک عنوان کو ترستا ہوں
دل کئی رابطوں کی زد میں ہے

کوئی پہنچا نہیں ابھی مجھ تک
میرا گھر راستوں کی زد میں ہے

کسے انجام کی خبر، احمد
دل ابھی چاہتوں کی زد میں ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

صورت بدل گئی کبھی سایا بدل گیا
جس نے تمہارے شہر کا سوچا، بدل گیا

ہم جس طرف گئے وہیں لمحوں کے پھیر میں
منزل بدل گئی کبھی رستہ بدل گیا

اب چاہے کائنات بدل جائے سب کی سب
اک شخص جو کبھی تھا ہمارا، بدل گیا

جانے یہ میری ذات میں کیسا طلسم ہے
جو بھی مرے قریب سے گزرا بدل گیا

تنہائیاں ہمارا مقدّر بنی رہیں
جس کو بھی ہم نے اپنا بنایا، بدل گیا

اس اک نظر کا فیض تھا، اس کا کمال تھا
میرا نصیب، میرا ستارہ بدل گیا

بدلا نہیں ہے ایک وہی دیکھ تو سہی
احمد یہ شہر سارے کا سارا بدل گیا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

لہو میں تر یہ خنجر بولتا ہے
ترے ہاتھوں کا منظر بولتا ہے

مری آنکھوں میں دریاؤں سے دریا
مرے اندر سمندر بولتا ہے

مرے چاروں طرف اس کے ہی نغمے
وہی جو میرے اندر بولتا ہے

مرے جوگی ترا جادُو امر ہے
ترا ہر ایک منتر بولتا ہے

گلا کٹتا ہے جب بھی حق کی خاطر
سرِ نوکِ سناں، سَر بولتا ہے

ترے قدموں کی آہٹ گر نہیں ہے
تو پھر کیوں رات بھر در بولتا ہے

ترا سکتہ نہ کیوں ٹوٹے زمانے!
ہمیں مل کر تو پتھر بولتا ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

○

کسی کی ذات سے پَل پَل کے رابطے دیکھو
خود اپنے آپ سے صدیوں کے فاصلے دیکھو

جلا کے اپنی نگاہوں میں آگہی کے دیئے
جو دیکھنا ہے تو آفاق سے پرے دیکھو

کوئی کمی کوئی خامی نظر نہ آئے گی
کسی کا چہرہ اگر میری آنکھ سے دیکھو

ہماری ذات کے صحرا میں رات اتری ہے
مگر ہیں آنکھوں میں خوابوں کے سلسلے دیکھو

نظر میں چاند سجاؤ، کرو دیئے روشن
اور ان سے پھوٹتی کرنوں کے زاویئے دیکھو

کسی کے جسم کی خوشبو قریب ہے، احمد
پلٹ کے پھر ذرا قسمت کے زائچے دیکھو

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# فرد فرد

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

(طیّب رضا)

○

ستارے کو ستارہ کر گیا ہے
لہو میرا اجالا کر گیا ہے

جو قصہ میں نے پورا لکھ دیا تھا
اسے کوئی ادھورا کر گیا ہے

تری آنکھوں سے جو آنسو گرا تھا
مرے چہرے کو گیلا کر گیا ہے

ہوا نے مجھ کو آوارہ کیا تھا
اور اب یہ چاند تنہا کر گیا ہے

جو بوسہ نامکمل رہ گیا تھا
مرے ہونٹوں کو صحرا کر گیا ہے

دعا مانگی تھی جس سورج کی طیّبؔ
بدن کو آبلہ سا کر گیا ہے

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

(توصیف خواجا)

○

لکھوں غزل میں ترا نام جو کسی بھی طرح
تو شعر شعر چمکتا ہے چاندنی کی طرح

سحر سے الجھنیں شاموں سے تلخیاں لے کر
برت رہا ہے مجھے تو وہ ڈائری کی طرح

یہ قسمتوں کے ہیں چکر گلہ کریں کس سے
کہ دن ہی کم تھے محبت میں فروری کی طرح

گنوا کے ہوش میں اپنے تو ہو رہا اس کا
کہ اس نے سحر کیا مجھ پہ سامری کی طرح

وہ فاصلے کہ جو ذہنوں میں تھے نہ مٹ پائے
وہ مجھ سے دور تھا توصیف مشتری کی طرح

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

(منظر اعجاز منظر)

اداس لوگوں کا بھید کیا ہے، تمھیں پتا ہے؟
وہ شخص جو کہ بچھڑ گیا ہے، تمھیں پتا ہے؟

وہ چاند کی بالکونیوں میں ہے عکس کس کا؟
یہ کون اُس دیس جا بسا ہے، تمھیں پتا ہے؟

وہی جو دیکھے بغیر تم کو گزر گیا تھا
وہ تم کو حد درجہ چاہتا ہے، تمھیں پتا ہے؟

وہ ایک سایہ جو دل کے مسمار گنبدوں میں
بھٹک رہا تھا، کدھر گیا ہے، تمھیں پتا ہے؟

جدائیوں کے گھنے درختوں کے پار جا کر
یہ کون مجھ کو پکارتا ہے، تمھیں پتا ہے؟

یہ شخص کتنے ہی مہ رخوں کا خدا رہا ہے
جو تیرے در پر جھکا ہوا ہے، تمھیں پتا ہے؟

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

احمد شہریار

○

زلفِ دنیا تار، تارِ عنکبوت
اور اس کا پیار، تارِ عنکبوت

کیا کریں سیرِ بہارِ گلرُخاں
سبزہ رخسار، تارِ عنکبوت

دشمنوں کے ہاتھ سے پہنا نہ کر
دوستی کے ہار، تارِ عنکبوت

بُن رہی ہے ذہن میں اب زندگی
خوف سے افکار، تارِ عنکبوت

جانے کیا تعبیر ہو گی شہریار
خواب ہے اس بار تارِ عنکبوت

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

(کاوش ابن واثق)

○

کسی عمل کا صلہ بھی مجھے سوا نہ ملا
وفا بھی کی تو مجھے کوئی با وفا نہ ملا

وہ اس ادا سے بچھڑ کر گیا کہ آج تلک
کوئی سراغ مجھے اپنے آپ کا نہ ملا

ڈبو دیا ہے مجھے ساحلوں کی سازش نے
مگر میں خوش ہوں کہ تنکے کا آسرا نہ ملا

میں اس شگون کا کوئی بھی نام دے نہ سکا
لکھا جو خط تو پھر اس کا مجھے پتہ نہ ملا

میں ہم سخن ہوں میں ہم راز و غمگسار اپنا
بھرے جہاں میں کوئی درد آشنا نہ ملا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

## اکبر ناصر خاں

○

دشتِ بے آب پہ اک ابر کا سایا دیکھا
بعد مدّت کے کوئی شہر میں اپنا دیکھا

نشۂ قرب مری سانس کا سر توڑ گیا
پر مرے لمس نے اس کو بھی پگھلتا دیکھا

مرے بچوں کے دہن نیلے ہوئے جاتے ہیں
آج تک تم نے کوئی اتنا بھی سچا دیکھا

جانے والوں کو کہاں لوٹ کے آنا تھا مگر
میری آنکھوں نے ہمیشہ وہی رستہ دیکھا

رات تاریک ہوئی جاتی تھی اکبر ناصر
اور پھر ایسا ہوا میں نے اجالا دیکھا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

ابوبکر مغل

○

تجھ میں پنہاں ادا کا صحرا ہے
اور یہ صحرا بلا کا صحرا ہے

تجھ کو پانے کی دُھن سِوا ہے، مگر
راستے میں انا کا صحرا ہے

میں تلاشِ سکوں میں سرگرداں
پر نظر میں وفا کا صحرا ہے

میری آنکھوں میں ریت بھر گئی ہے
میرے اندر بلا کا صحرا ہے

---

میری آنکھوں سے دیکھنا دنیا
چہرہ چہرہ ہے آئینہ دنیا

ایک لمحہ فقط، اداسی کا
ایک لمحے کا سامنا دنیا

اک بدن تھک کے چُور چُور ہوا
اک سفر کا نباھنا دنیا

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner

# پہلی دھوپ کے بارہ روپ

انجینئرنگ یونیورسٹی سے گزشتہ چند برسوں میں فارغ التحصیل ہونے والے اور زیر تعلیم نوجوان شعراء کا یہ اجتماعی مجموعہ کلام (جسے نمونہ کلام کہنا زیادہ مناسب ہو گا) اس اعتبار سے ایک بہت دلچسپ کتاب ہے کہ یہ شاعری کے ساتھ ساتھ دوستی، مشترکہ یادوں اور انفرادی رنگوں کا بھی ایک منظرنامہ ہے میں نے ان تمام شعراء کی غزلوں کو جستہ جستہ دیکھا ہے حیرت ہوتی ہے کہ سائنس کی مشکل اور انتہائی مصروف رکھنے والی تعلیم کے دوران ان نوجوانوں نے ایسی عمدہ نک سک سے درست اور معیاری شاعری کے لیے کب اور کیسے وقت نکالا!

مجھے یقین ہے کہ اگر ان عزیزوں نے اس تخلیقی آگ کو روشن رکھا اور اس میں پھول کھلانے کی روش پر قائم رہے تو عنقریب ہم ان سب کے علیحدہ علیحدہ شعری مجموعے بھی دیکھیں گے۔

امجد اسلام امجد

12 جون 1997

www.caarwan.com

Scanned by CamScanner

سائنس دانوں، ڈاکٹروں اور انجینئروں کے بارے میں عام خیال یہ ہے کہ فنونِ لطیفہ سے انہیں کوئی رغبت نہیں ہوتی، مگر حقائق نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ ایک ایسا مغالطہ ہے جس کی تغلیط دنیا بھر میں ہوئی ہے۔ لاہور کی انجینئرنگ یونیورسٹی کے نوجوان طلبا نے تو اس تغلیط پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔ نوید صادق اور آصف شفیع کی مرتب کردہ اس انتھالوجی میں بارہ ایسے انجینئروں کی غزلوں کا انتخاب شامل ہے جن میں بیشتر ابھی یونیورسٹی میں زیرِ تعلیم ہیں اور چند ایسے بھی ہیں جنہیں فارغ التحصیل ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ ان سب نوجوانوں کے ہاں نئی غزل کا وہ سارا حسن سمٹ آیا ہے جسے جدید طرزِ احساس کا ہمہ جہتی اظہار کہنا چاہیے۔ اس کتاب میں پڑھنے والے کو ایسا ایسا شعر ملے گا جو اس کی یادداشت کے خزانے میں گراں بہا اضافہ قرار پائے گا۔ یہ غزلیں ایسے نوجوانوں کی تخلیقی کاوشیں ہیں جو بیسویں صدی کے آخری دہے میں سانس لے رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی حیرت انگیز ترقی نے انسانی شعور پر کتنے بے شمار امکانات کے در وا کر دیئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان غزلوں میں روایت سے وابستگی کے ساتھ ساتھ ذہنی آفاق کی وسعتوں نے یہ ثبوت بھی فراہم کر دیا ہے کہ صنفِ غزل مستقبل میں بھی پوری شان سے زندہ رہے گی۔

احمد ندیم قاسمی

www.caarwan.com
Scanned by CamScanner